بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ　　وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 68

شمارہ 28

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

7/ ذوالقعدہ 1440 ہجری قمری ● 11/ وفا 1398 ہجری شمسی ● 11/ جولائی 2019ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ○

(آل عمران:105)

ترجمہ: اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بُری باتوں سے روکیں اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

حضور پُرنُور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5/ جولائی 2019 کو جلسہ گاہ جرمنی (کارلسروئے، جرمنی) سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو
عقل سے کام لو اور کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلو، خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

سچی فراست

سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش جیسا میں نے ابھی کہا کبھی نصیب نہیں ہوسکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔

اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو۔ سوچو۔ تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران: 192) تمہارے دل سے نکلے گا۔ اس وقت سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تاکہ طرح طرح کے علوم وفنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔

الہام کی روشنی

خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو صرف عقل ہی کے عطیہ سے مشرف نہیں فرمایا بلکہ الہام کی روشنی اور نور بھی اس کے ساتھ مرحمت فرمایا ہے۔ انہیں ان راہوں پر نہیں چلنا چاہیے جو خشک منطقی اور فلاسفر چلانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لسانی قوت غالب ہوتی ہے اور روحانی قویٰ بہت ضعیف ہوتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف میں خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کی تعریف میں اُولِی الۡاَیۡدِیۡ وَ الۡاَبۡصَارِ (صٓ:46) فرماتا ہے کہیں اولی الالسنۃ نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ کو وہی لوگ پسند ہیں جو بصر اور بصیرت سے خدا کے کام اور کلام کو دیکھتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں اور یہ ساری باتیں بجز تزکیہ نفس اور تطہیر قوائے باطنیہ کے ہرگز حاصل نہیں ہوسکتیں۔

فلاح دارین کے حصول کا طریق

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ع

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

(جو بات کسی دل سے نکلتی ہے وہ دوسروں کے دل میں بیٹھ جاتی ہے)

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل وقال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر نہ کرو، بدکاریوں سے بچو مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کرلو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دلوں پر کہاں تک ہوتا ہے۔

قول وفعل میں مطابقت

اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن میں لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ (الصّف:3) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔

تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کرلو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب ان کے حصہ میں آئی اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔

میری ان باتوں پر عمل کرو

میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہو گئے ہو، ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تاکہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف آنے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آجکل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل پر ہے۔ لازم ہوا کہ ان علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں تاکہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کھل جاوے۔

علوم جدیدہ کی تحصیل

میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کیلئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کردیتی ہے اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کیلئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔

سچا فلسفہ قرآن میں ہے

مگر وہ سچا فلسفہ ان کو نہیں ملا جو الہام الٰہی سے پیدا ہوتا ہے جو قرآن کریم میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے وہ ان کو اور صرف ان کو دیا جاتا ہے جو نہایت تذلل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں۔ جن کے دل اور دماغ سے متکبرانہ خیالات کا تعفن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبودیت کا اقرار کرتے ہیں۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 56 تا 58، مطبوعہ 2018 قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اسلام ہی وہ دین ہے جس نے دنیا میں اپنی خوبصورت تعلیم کے ساتھ پھیلنا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور کو انسانی کوششیں بجھا نہیں سکتیں

پس اللہ تعالیٰ کے اس وعدے اور اعلان کے پورا کرنے کیلئے اس نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا جنہوں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اسلام کے پیغام کو پہنچایا آپ کے زمانے میں بھی اسلام کا پیغام یورپ میں بھی آ گیا امریکہ تک چلا گیا اور وہ جماعت آپ نے قائم کی جو اس کام کو خلافت کے نظام کے تحت جاری رکھے ہوئے ہے

تمام مخالفتوں کے باوجود جو اپنوں اور غیروں یعنی مسلمان علماء اور ان کے زیر اثر مسلمان حکومتوں اور لوگوں کی طرف سے ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور اسی طرح غیر مذاہب کی طرف سے بھی یا غیر طاقتوں کی طرف سے بھی، اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے نور کو دنیا میں پھیلاتا چلا جا رہا ہے

لاکھوں لوگ ہر سال ان تمام مخالفتوں کے باوجود اور علماء کے مکروں اور حیلوں کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اور ان کی شمولیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کیلئے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنے کے ایسے ایسے واقعات ہیں کہ ہر سننے والے کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین بڑھتا چلا جاتا ہے

☆ ہم تو انتظار کر رہے تھے کہ احمدیوں کا کوئی نمائندہ ہمارے گاؤں میں آئے اور ہمارے بچوں کو اسلام اور دینی تعلیم سے آگاہ کرے ☆ میں نے مسلسل کئی جمعے احمدیہ مسجد میں ادا کئے اور قریب سے جماعت کو دیکھتا رہا، مجھے کوئی چیز ایسی نظر نہ آئی جس سے میں جماعت احمدیہ کو کافر کہہ سکتا، چنانچہ میں نے بیعت کر لی اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا

دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید، نومبائعین کی رہنمائی اور ثبات قدم کے متعدد ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

جلسہ سالانہ جرمنی 2018ء کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب فرمودہ 9/ستمبر 2018ء بروز اتوار بمقام کالسروئے (جرمنی)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ (التوبۃ:32-33)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ (ہر دوسری بات) ردّ کرتا ہے سوائے اسکے کہ اپنے نور کو مکمل کر دے خواہ کافر کیسا ہی ناپسند کریں۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔

یہ وہ آیات ہیں جو تمام ان لوگوں کیلئے واضح اور کھل کر اعلان کر رہی ہیں کہ اسلام ہی وہ دین ہے جس نے دنیا میں اپنی خوبصورت تعلیم کے ساتھ پھیلنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور کو انسانی کوششیں بجھا نہیں سکتیں۔ قرآن کریم وہ کامل شریعت ہے جو دنیا کی ہدایت کا سامان کر سکتی ہے اور اسکے علاوہ کوئی دین اور کوئی شریعت نہیں جو دنیا کو ہدایت اور نجات کے سامان مہیا کر سکے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور اب آپ کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں آ سکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے اس اعلان کے مطابق کہ اب تمام دینوں پر غلبہ دین اسلام کو ہی ہوگا اور بعد میں آنے والے زمانے میں اس ہدایت کی اشاعت کی تکمیل کیلئے وہ ہدایت جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو آپ کی غلامی میں اللہ تعالیٰ ظلی اور غیر شرعی نبی کا درجہ دے کر مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے بھیجے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس وعدے اور اعلان کے پورا کرنے کیلئے اس نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا جنہوں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اسلام کے پیغام کو پہنچایا۔ آپ کے زمانے میں بھی اسلام کا پیغام یورپ میں بھی آ گیا امریکہ تک چلا گیا اور وہ جماعت آپ نے قائم کی جو اس کام کو خلافت کے نظام کے تحت جاری رکھے ہوئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آیات کے حوالے سے ایک جگہ اسلام کے مخالفین کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"یہ لوگ اپنے منہ کی لاف و گزاف سے بکتے ہیں کہ اس دین کو کبھی کامیابی نہ ہوگی یہ دین ہمارے ہاتھ سے تباہ ہو جاوے گا" فرمایا "لیکن خدا کبھی اس دین کو ضائع نہیں کرے گا اور نہیں چھوڑے گا جب تک اس کو پورا نہ کرے" آپ فرماتے ہیں کہ "اب قرآن شریف موجود ہے۔ حافظ بھی بیٹھے ہیں (بہت سارے حفاظ دنیا میں ہیں) دیکھ لیجئے کہ کفار نے کس دعوے کے ساتھ اپنی رائیں ظاہر کیں کہ یہ دین ضرور معدوم ہو جائے گا اور ہم اس کو کالعدم کر دیں گے اور ان کے مقابل پر یہ پیشگوئی کی گئی جو قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہرگز تباہ نہیں ہوگا۔" فرمایا کہ "یہ ایک بڑے درخت کی طرح ہو جائے گا اور پھیل جائے گا اور اس میں بادشاہ ہوں گے۔" (جنگِ مقدس، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 290-291)

پس یہ اس وقت جبکہ کمزوری کی حالت تھی اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا اور اسلام پھیلا اور کوئی کوشش اسے ختم نہ کر سکی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخالفین اسلام کو کہا کہ آج بھی تم اسے ختم نہیں کر سکتے یہ کھلا چیلنج ہے۔ آپ نے دنیا کو بتایا کہ اسلام کے احیائے نو کیلئے اللہ تعالیٰ نے مجھے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں بھیجا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے اذن اور مدد سے تمام دنیا میں اسلام کی اعلیٰ تعلیم کو پھیلاؤں گا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود میری حفاظت فرماتے ہوئے فرمایا کہ "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(تذکرہ، صفحہ 260، ایڈیشن چہارم)

اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے یہ بھی کہا کہ میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے جو جماعت قائم فرمائی ہے وہ اب اسلام کے جھنڈے کو لے کر دنیا کے کونے کونے میں جائے گی اور اس خوبصورت تعلیم کے ذریعہ سے دلوں کو جیتے گی نہ کہ کسی تلوار اور بندوق سے اور سعید فطرت لوگوں کو اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لائے گا۔ آپ نے تمام مسلمانوں کو بھی کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو سنو اور اس کو سمجھو اور آنے والے مسیح موعود اور مہدی معہود کے ساتھ جڑ کر اپنے ایمان اور ایقان میں ترقی کرو اور پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کے تمام وعدے تمہارے ساتھ بھی کس طرح پورے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نئی شان عطا فرمائے گا لیکن نام نہاد علماء کی باتوں میں آ کر مسلمانوں کی اکثریت اس طرف توجہ نہیں دے رہی بلکہ علماء کی کوشش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس فرستادے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے کام میں روکیں ڈالیں اور اسے ختم کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلہ ہر مخالفت کے بعد آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سعید فطرت لوگوں کو احمدیت اور حقیقی اسلام کی آغوش میں لا رہا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی الہاماً فرمایا تھا اس وقت میں نے یہ براہین احمدیہ میں بھی لکھا۔ اس وقت جبکہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کے مقام کے ساتھ کھڑا کرے گا۔ یہ پہلے میں نے آپ کے الفاظ کا خلاصہ بیان کیا ہے پھر آگے آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

دیکھو یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے جو ابتدا سے اکثر علماء کہتے آئے ہیں کہ مسیح موعود کے حق میں ہے۔ یہ جو آیات تلاوت کی گئی ہیں یہ پیشگوئی مسیح موعود کے حق میں بھی ہے اور اس وقت پوری ہوگی یعنی مسیح موعود کے آنے کے وقت ہی پوری ہوگی تا کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے تمام ادیان پر اسلام کو غالب کرے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "سترہ برس سے یعنی جب آپ نے یہ فرمایا اس وقت اس پیشگوئی کو سترہ برس ہو چکے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے مسیح موعود کے دعوے سے پہلے لکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ سترہ برس سے یہ درج ہے (اور مسیح موعود کے دعوے سے بہت پہلے سے یہ درج ہے) تا خدا ان لوگوں کو شرمندہ کرے کہ جو اس عاجز کے دعوے کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ براہین خود گواہی دیتی ہے کہ اس وقت اس عاجز کو اپنی نسبت مسیح موعود ہونے کا خیال بھی نہیں تھا اور پرانے عقیدے پر نظر تھی لیکن خدا کے الہام نے اسی وقت گواہی دی تھی کہ تُو مسیح موعود ہے کیونکہ جو کچھ آثار نبویہ نے مسیح کے حق میں فرمایا تھا الہام الٰہی نے اس عاجز پر جما دیا تھا۔ (ماخوذ از سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 43)

آپ نے فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور اب یہ اللہ تعالیٰ کا نور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مجھے عطا ہوا ہے نہ ان مولویوں کی پھونکوں سے نہ اسلام مخالف طاقتوں کی پھونکوں سے بجھایا جا سکتا ہے۔ آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ "منہ کی پھونکیں کیا ہوتی ہیں؟ یہی کسی نے ٹھگ کہہ دیا۔ کسی نے دوکاندار اور کافر و بے دین کہہ دیا۔ غرض یہ لوگ ایسی باتوں سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں۔ مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔" فرمایا کہ "نور اللہ کو بجھاتے بجھاتے خود ہی جل کر ذلیل ہو جاتے ہیں۔" (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 186)

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی الہاماً فرمایا ہے کہ "يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفُوْا عِرْضَكَ اِنِّيْ مَعَكَ وَ مَعَ اَهْلِكَ" (ملفوظات، جلد 4، صفحہ 90) کہ دشمن ارادہ کریں گے کہ تیرے نور کو بجھا دیں وہ تیری ہتک کرنی چاہیں گے مگر مَیں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’وہ (یونس بن متّٰی) میرا بھائی تھا کیونکہ وہ بھی اللہ کا نبی تھا اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں‘‘

جن خواتین کا بھی بدری صحابہؓ کے ساتھ تعلق ہے ان خواتین کا ذکر بھی بعض صحابہؓ کے ذکر میں آجاتا ہے تاکہ ان خواتین کے بلند مقام کا بھی ہمیں پتا لگتا رہے، اس لیے میں یہ ذکر ساتھ ساتھ کرتا رہتا ہوں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام، اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابی رسولؐ حضرت زید بن حارثہ اور ان کی اہلیہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہما کی سیرت مبارکہ کا دلنشین تذکرہ

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کی تفصیلات

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 14رجون 2019ء بمطابق 14راحسان 1398 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، سرے (یو.کے)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ-

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ- الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ- مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ- اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ-

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ- صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ-

حضرت زید بن حارثہؓ کے واقعات مَیں گذشتہ خطبے میں بیان کر رہا تھا اور اس ضمن میں طائف کے سفر کے واقعے کا بھی ذکر ہوا تھا۔ وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ طائف کے اس سفر کی کچھ مزید وضاحت جو سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھی ہے، وہ بھی اس کے حوالے سے بیان کرتا ہوں۔

شعب ابی طالب سے نکلنے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا سفر کیا تھا۔ جب یہ محاصرہ اٹھ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حرکات وسکنات یعنی موومنٹ (movement) میں کچھ حد تک آزادی نصیب ہوئی تو آپؐ نے ارادہ فرمایا کہ طائف میں جا کر وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ طائف ایک مشہور مقام ہے جو مکہ سے جنوب مشرق کی طرف چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اس زمانہ میں قبیلہ بنوثقیف سے آباد تھا۔ کعبہ کی خصوصیت کو اگر الگ رکھ کر دیکھا جائے تو شہر کے لحاظ سے طائف گویا مکہ کا ہم پلّہ تھا اور اس میں بڑے بڑے صاحبِ ثروت اور دولت مند لوگ آباد تھے اور طائف کی اس اہمیت کا خود مکہ والوں کو بھی اقرار تھا۔ چنانچہ یہ مکہ والوں کا ہی قول ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ذکر فرمایا ہے کہ

لَوۡ لَا نُزِّلَ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡیَتَیۡنِ عَظِیۡمٍ (الزخرف:32)

یعنی اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہے تو مکہ یا طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا۔ غرض شوال 10 رنبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے۔ بعض روایتوں میں اکیلے تشریف لے گئے، بعض میں یہ ہے کہ زید بن حارثہؓ بھی ساتھ تھے۔ وہاں پہنچ کر آپؐ نے دس دن قیام کیا اور شہر کے بہت سے رؤساء سے یکے بعد دیگرے ملاقات کی مگر اس شہر کی قسمت میں بھی مکہ کی طرح اس وقت اسلام لانا مقدّر نہیں تھا۔ چنانچہ سب نے انکار کیا بلکہ ہنسی اڑائی۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے رئیسِ اعظم عَبۡدِ یَالِیۡل اور حدیث میں ابنِ عَبۡدِ یَالِیۡل کا نام آتا ہے، اس کے پاس جا کر اسلام کی دعوت دی مگر اس نے بھی صاف انکار کیا بلکہ تمسخر کے رنگ میں کہا کہ اگر آپؐ سچے ہیں تو مجھے آپؐ کے ساتھ گفتگو کی مجال نہیں اور اگر جھوٹے ہیں تو پھر گفتگو لاحاصل ہے۔ اس کا کوئی مقصد نہیں اور پھر اس خیال سے کہ کہیں آپؐ کی باتوں کا شہر کے نوجوانوں پر اثر نہ ہو جائے آپؐ سے کہنے لگا کہ بہتر ہوگا کہ آپؐ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ یہاں کوئی شخص آپؐ کی بات سننے کے لیے تیار نہیں اور اس کے بعد اس بدبخت نے شہر کے آوارہ آدمی آپؐ کے پیچھے لگا دیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے نکلے تو یہ لوگ شور کرتے ہوئے آپؐ کے پیچھے ہو لیے اور آپؐ پر پتھر برسانے شروع کیے جس سے آپؐ کا سارا بدن خون سے تر بتر ہو گیا اور جو پہلی روایت ہے اس میں یہ بھی تھا کہ حضرت زید بن حارثہؓ ساتھ تھے، ان کے سر پر بھی پتھر لگے جب وہ پتھروں کو روکتے تھے۔ بہرحال برابر تین میل تک یہ لوگ آپؐ کے ساتھ ساتھ گالیاں دیتے اور پتھر برساتے چلے آئے۔

طائف سے تین میل کے فاصلے پر مکہ کے رئیس عتبہ بن ربیعہ کا ایک باغ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں آ کر پناہ لی اور ظالم لوگ تھک کر واپس لوٹ گئے۔ یہاں ایک سائے میں کھڑے ہو کر آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اِلَیۡکَ اَشۡکُوۡ ضُعۡفَ قُوَّتِیۡ وَقِلَّۃَ حِیۡلَتِیۡ وَھَوَانِیۡ عَلَی النَّاسِ۔ اَللّٰھُمَّ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ اَنۡتَ رَبُّ الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ وَاَنۡتَ رَبِّیۡ اے میرے ربّ! میں اپنے ضعفِ قوت اور قلتِ تدبیر اور لوگوں کے مقابلے میں اپنی بےبسی کی شکایت تیرے ہی پاس کرتا ہوں۔ اے میرے خدا! تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے اور کمزوروں اور بےکسوں کا تو ہی نگہبان اور محافظ ہے۔ تو ہی میرا پروردگار ہے۔ میں تیرے ہی منہ کی روشنی میں پناہ کا خواستگار ہوتا ہوں کیونکہ تو ہی ہے جو ظلمتوں کو دور کرتا اور انسان کو دنیا و آخرت کے حسنات کا وارث بناتا ہے۔

عُتۡبَہ و شَیۡبَہ اس وقت اپنے اس باغ میں موجود تھے۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا تو دور و نزدیک کی رشتہ داری سے یا قومی احساس سے یا نہ معلوم کسی اَور خیال سے، بہرحال اپنے عیسائی غلام عدَّاس نامی کے ہاتھ ایک کشتی میں کچھ انگور لگا کر آپ کے پاس بھجوائے۔ آپؐ نے لے لیے اور عدَّاس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور کس مذہب کے پابند ہو؟ اس نے کہا کہ میں نینوا کا ہوں اور مذہباً عیسائی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہی نینوا جو خدا کے صالح بندے یونس بن متّٰی کا مسکن تھا؟ عدَّاس نے کہا۔ اس نے پھر آپ سے پوچھا کہ ہاں مگر آپ کو یونس کا حال کیسے معلوم ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرا بھائی تھا کیونکہ وہ بھی اللہ کا نبی تھا اور میں بھی اللہ کا نبی ہوں۔ پھر آپؐ نے اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی جس کا اس پر اثر ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر جوشِ اخلاص میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ چوم لیے۔ اس نظارے کو دور سے کھڑے کھڑے عُتۡبَہ اور شَیۡبَہ بھی دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ جب عدَّاس ان کے پاس واپس گیا تو انہوں نے کہا عدَّاس تجھے کیا ہوا تھا کہ اس شخص کے ہاتھ چومنے لگا۔ یہ شخص تو تیرے دین کو خراب کر دے گا حالانکہ تیرا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

اس کے بعد پھر تھوڑی دیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باغ میں آرام فرمایا اور پھر وہاں سے روانہ ہوئے اور نخلہ میں پہنچے جو مکہ سے ایک منزل کے فاصلے پر واقع ہے اور وہاں کچھ دن قیام کیا۔ اس کے بعد نخلہ سے روانہ ہو کر آپؐ کوہِ حرا پر آئے اور چونکہ سفرِ طائف کی بظاہر ناکامی کی وجہ سے مکہ والوں کے زیادہ دلیر ہو جانے کا اندیشہ تھا اس لیے یہاں سے آپؐ نے مُطۡعِم بِن عَدِی کو کہلا بھیجا کہ میں مکہ میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ کیا تم مجھے اس کام میں مدد دے سکتے ہو؟ مُطۡعِم پکا کافر تھا مگر طبیعت میں شرافت تھی اور ایسے حالات میں اِنکار کرنا شرفائے عرب کی فطرت کے خلاف تھا کہ اگر کوئی پناہ طلب کرے تو اس کو پناہ نہ دیں۔ بہرحال عربوں میں اُس زمانے میں بھی، جاہلیت میں بھی یہ خصوصیت تھی۔ اس لیے اس نے اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو ساتھ لیا اور سب مسلح ہو کر کعبے کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپؐ کو کہلا بھیجا کہ آجائیں ہم آپؐ کو پناہ دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور کعبہ کا طواف کیا اور وہاں سے مُطۡعِم اور اس کی اولاد کے ساتھ تلواروں کے سایہ میں اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ راستہ میں ابوجہل نے مُطۡعِم کو اس حالت میں دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگا کہ کیا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف پناہ دی ہے یا اس کے تابع ہو گئے ہو؟ مُطۡعِم نے کہا۔ میں صرف پناہ دینے والا ہوں۔ تابع نہیں ہوں۔ اس پر ابوجہل نے کہا۔ اچھا پھر کوئی حرج نہیں۔ بہرحال مُطۡعِم کفر کی حالت میں ہی فوت ہوا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 181 تا 183)

یہ بہرحال اس کی ایک نیکی تھی۔ حضرت زیدؓ جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو آپؓ نے حضرت کلثوم بن ہِدۡمؓ کے پاس قیام کیا جبکہ بعض کے مطابق آپؓ حضرت سعد بن خَیۡثَمہؓ کے پاس ٹھہرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی مؤاخات حضرت اُسَیۡد بن حُضَیۡرؓ سے کروائی۔ بعض نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی مؤاخات حضرت حمزہؓ سے قائم کروائی۔ یعنی کہ حضرت حمزہؓ کو آپؓ کا بھائی بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ غزوۂ احد کے دن حضرت حمزہ نے لڑائی کے وقت حضرت زیدؓ کے حق میں وصیت فرمائی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 32 زید الحب بن حارثہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 6 حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں مزید لکھا ہے کہ

مدینہ پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ کو کچھ روپیہ دے کر مکہ روانہ فرمایا جو چند دن میں آپ کے اور اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر خیریت سے مدینہ پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکر، حضرت ابوبکرؓ کے اہل وعیال کو بھی ساتھ لے کر مدینہ پہنچ گئے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 269)

حضرت بَرَاءرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قعدہ میں عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو اہلِ مکہ نے اس بات سے انکار کیا کہ آپؐ کو مکہ میں داخل ہونے دیں۔ آخر آپؐ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ آپؐ آئندہ سال عمرے کو آئیں گے اور یہاں مکہ میں تین دن تک ٹھہریں گے۔ جب صلح نامہ لکھنے لگے تو یوں لکھا کہ یہ وہ شرطیں ہیں جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی۔ مکہ والے کہنے لگے کہ ہم اس چیز کو نہیں مانتے۔ اگر ہم جانتے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو آپؐ کو کبھی نہ روکتے۔ کہنے لگے ہمارے نزدیک تو آپؐ محمد بن عبداللہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ یہاں سے مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے کہا ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! میں آپؐ کے خطاب کو کبھی نہیں مٹاؤں گا یعنی کہ 'اللہ کا رسول'۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خطاب دیا ہے اس کو مَیں نہیں مٹا سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لکھا ہوا کاغذ لے لیا۔ آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے۔ آپ نے یوں لکھا کہ یہ وہ شرطیں ہیں جو محمد بن عبداللہ نے ٹھہرائیں۔ مکہ میں کوئی ہتھیار نہیں لائیں گے سوائے تلواروں کے، جو نیاموں میں ہوں گی اور مکہ والوں میں سے کسی کو بھی ساتھ نہیں لے جائیں گے اگرچہ وہ ان کے ساتھ جانا چاہے اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو بھی نہیں روکیں گے اگر وہ مکہ میں ٹھہرنا چاہے۔ بہرحال اس معاہدے کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سال مکہ میں داخل ہوئے اور تین دن کی مدت ختم ہوگئی تو قریش حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے ساتھی محمد یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ اب یہاں سے چلے جائیں کیونکہ مقررہ مدت گزر چکی ہے، تین دن ٹھہرنے کی شرط تھی، تین دن ہو گئے ہیں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہو گئے۔ حضرت حمزہؓ کی بیٹی عُمَارَہ، ایک روایت میں ان کا نام اُمَامَہ اور دوسری روایت میں اَمَۃُ اللّٰہ بھی ملتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے آئیں کہ اے چچا! اے چچا! حضرت علیؓ نے جا کر اسے لے لیا، پکڑ لیا۔ اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام سے کہا کہ آپؓ چچا کی بیٹی کو لے لیں۔ انہوں نے اس کو سوار کر لیا۔ اب حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ، اور حضرت جعفرؓ حضرت حمزہؓ کی لڑکی کی بابت جھگڑنے لگے۔ حضرت علیؓ کہنے لگے کہ مَیں نے تو اس کو لیا ہے اور میرے چچا کی بیٹی ہے اور حضرت جعفر نے کہا کہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ اسماء بنت عُمَیس میری بیوی ہے اور حضرت زیدؓ نے کہا کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤاخات قائم کرائی تھی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ اپنی خالہ کے پاس رہیں یعنی حضرت جعفر جو تھے ان کے پاس رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہے اور حضرت علیؓ سے کہا تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں اور حضرت جعفر سے کہا تم صورت اور سیرت میں مجھ سے ملتے جلتے ہو اور حضرت زید سے کہا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور دوست ہو۔ حضرت علی نے کہا کہ آپ حمزہؓ کی بیٹی سے شادی نہیں کر لیتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ میرے دودھ بھائی ہیں اور میں اس بچی کا چچا ہوں۔ یہ روایت بخاری میں ہے اور سیرۃ الحلبیۃ میں بھی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء حدیث 4251) (السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 95 باب ذکر مغازیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

حضرت زید بن حارثہؓ نے حضرت ام ایمنؓ سے شادی کی تھی۔ حضرت ام ایمنؓ کا نام بَرَکَۃ تھا اور آپ اپنے بیٹے ایمنؓ کی وجہ سے ام ایمن کی کنیت سے مشہور تھیں۔ آپؓ حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کی کنیز تھیں۔ ان کی وفات کے بعد حضرت آمنہ کے پاس رہنے لگیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال کی تھی تو آپؐ کی والدہ ماجدہ آپؐ کو ساتھ لے کر اپنے میکے سے ملنے مدینہ گئیں تو اس وقت حضرت ام ایمنؓ بطور خادمہ ساتھ تھیں، چھوٹی بھی ہوں گی۔ مدینہ سے واپسی پر جب ابواء مقام جو کہ مسجد نبویؐ سے پانچ میل کے فاصلے پر ہے پہنچے تو حضرت آمنہ کی وفات ہوگئی۔ حضرت ام ایمنؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی دو اونٹوں پر مکہ واپس لے آئیں جن پر وہ مکہ سے گئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت سے قبل مکہ میں حضرت ام ایمنؓ کی شادی عُبَیْد بن زید سے ہوئی جو خود ایک حبشی غلام تھے۔ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ایمن تھا۔ حضرت ایمنؓ نے غزوہ حنین میں شہادت کا مقام حاصل کیا۔ حضرت ام ایمنؓ کے خاوند کی وفات ہوگئی تو آپؓ کی شادی حضرت زیدؓ سے کر دی گئی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ام ایمنؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت مہربانی سے پیش آتیں اور آپؐ کا خیال رکھتی تھیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اہل جنت کی خاتون سے شادی کر کے خوش ہونا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ام ایمنؓ سے شادی کر لے۔ چنانچہ اس پر حضرت زید بن حارثہؓ نے ان سے شادی کی جس سے حضرت اسامہؓ پیدا ہوئے۔ حضرت ام ایمنؓ نے مسلمانوں کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ وہاں سے ہجرت کے بعد مدینہ واپس آئیں اور غزوۂ احد میں شرکت کی۔ اس موقعے پر آپؓ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ ان کو غزوۂ خیبر میں بھی شرکت کی توفیق ملی۔ 23؍ہجری میں جب حضرت عمرؓ نے شہادت پائی تو حضرت ام ایمنؓ بہت روئیں۔ لوگوں نے پوچھا کیوں روتی ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عمرؓ کی شہادت سے اسلام کمزور پڑ گیا ہے۔ حضرت ام ایمنؓ کی وفات حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت کے آغاز میں ہوئی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 8 صفحہ 179 تا 181 ام ایمن، جلد 1 صفحہ 93-94 ذکر وفاۃ آمنۃ ام رسول اللہ ﷺ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء) (السیرۃ الحلبیۃ جلد اوّل صفحہ 77 باب وفاۃ والدۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (اسد الغابہ جلد 7 صفحہ 291 ''ام ایمن'' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء) (معجم البلدان جلد اوّل صفحہ 102 ''ابواء'' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حضرت زیدؓ کی حضرت ام ایمنؓ سے شادی کے متعلق مختلف حوالوں سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے جو تحریر کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے، جو آپؓ کی تحریرات میں ہے کہ ام ایمنؓ وہی ہیں جو آپؐ کے والد کی وفات پر ایک لونڈی کی حیثیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورثہ میں پہنچی تھیں۔ بڑے ہو کر آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا تھا اور ان کے ساتھ بہت احسان کا سلوک فرماتے تھے۔ بعد میں ام ایمنؓ کی شادی آپؐ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ کے ساتھ ہوگئی اور ان کے بطن سے اسامہ بن زیدؓ پیدا ہوئے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 99) جنہیں اَلْحِبُّ ابْنُ الْحِبّ یعنی محبوب کا پیارا بیٹا کہا جاتا تھا۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 1 صفحہ 75 ''اسامہ بن زید'' مطبوعہ دارالجیل بیروت 1992ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمنؓ کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ یَا اُمَّہ یعنی اے میری والدہ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمِّ ایمنؓ کی طرف دیکھتے تو فرماتے۔ هٰذِهٖ بَقِيَّةُ اَهْلِ بَيْتِي۔ یہ میرے اہل بیت میں سے باقی ماندہ ہیں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے تھے کہ أُمُّ أَيْمَنَ أُمِّي بَعْدَ أُمِّي۔ یعنی ام ایمنؓ میری حقیقی والدہ کے بعد میری والدہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر میں بھی ان کی ملاقات کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (تاریخ الطبری جلد 13 صفحہ 375 المنتخب فی کتاب المذیل والذیل/ ذکر تاریخ من عرف وقت وفاتہ من النساء.......... دارالفکر بیروت 2002ء)

(اسد الغابۃ جلد 7 صفحہ 291، ام ایمن مولاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2008ء)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مہاجر مکہ سے مدینہ آئے اور ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہ تھا اور انصار زمین اور جائیداد والے تھے تو انصار نے ان سے معاہدہ کیا کہ وہ ان کو اپنے باغوں کا میوہ ہر سال دیا کریں گے لیکن ان میں کام کاج وہ خود کریں گے۔ باغ کا پھل دیں گے، آمد دیں گے لیکن جو باغ کی محنت مزدوری ہے، اس کو سنبھالنا ہے وہ خود کیا کریں گے۔ مہاجرین کو نہیں کرنے دیں گے۔ حضرت انسؓ کی والدہ حضرت ام سُلَیم تھیں جو حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ کی بھی والدہ تھیں۔ حضرت انس کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ کھجور کے درخت دیے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخت اپنی کھلائی حضرت ام ایمنؓ کو دے دیے جو حضرت اسامہ بن زیدؓ کی والدہ تھیں۔ ابنِ شہاب کہتے تھے کہ مجھے حضرت انس بن مالکؓ نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اہلِ خیبر کی لڑائی سے فارغ ہوئے اور مدینہ کو لوٹ گئے تو مہاجرین نے انصار کے وہ عطیے یعنی وہ پھل دار درخت جو انہوں نے ان کو اپنے باغوں سے دیے ہوئے تھے، واپس کر دیے۔ اب ان کو اپنی بھی کچھ دولت جائیداد وغیرہ مل گئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت انسؓ کی والدہ کو ان کی کھجوریں واپس کر دیں اور ان کی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمنؓ کو اپنے باغ میں سے کچھ درخت دے دیے۔ (صحیح البخاری کتاب الھبۃ باب فضل المنیحۃ حدیث 2630)

بخاری کی ایک دوسری روایت میں اس کی مزید تفصیلات یوں ہیں کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ کوئی صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھجوروں کے کچھ درخت خاص کر دیا کرتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ اور نضیر فتح کیے تو آپؐ کو ان کی ضرورت نہ رہی۔ تو وہ کہتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ درخت جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے تھے یا ان میں سے کچھ درخت واپس کرنے کیلئے کہوں کیونکہ اب آپؐ کو ضرورت نہیں رہی۔ حضرت انسؓ سے یہ روایت ہے۔ تو کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درخت کیونکہ حضرت ام ایمنؓ کو دیے ہوئے تھے تو یہ سن کر حضرت ام ایمنؓ آئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈالا اور بولیں کہ میں ہرگز نہیں دوں گی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے
شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو
(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

طالبِ دُعا: محمد معین الدین، صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی (تلنگانہ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہو کر ممکن نہ ہو تو
بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی
(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ)

طالبِ دعا: محمد منیر احمد، امیر ضلع نظام آباد (صوبہ تلنگانہ)

نہیں! کہ یہ درخت تمہیں کبھی نہیں ملیں گے جبکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دے چکے ہیں یا کچھ ایسا ہی کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمنؓ سے فرمایا کہ کوئی بات نہیں، واپس کر دو۔ تمہیں اتنے ہی اَور دوں گا۔ جتنے تمہیں درخت دیے ہوئے ہیں اُتنے ہی دوسری جگہ سے اَور دے دوں گا۔ لیکن وہ کہتی تھیں کہ اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو، حضرت ام ایمنؓ کو اس سے دس گنا دیے یا کچھ ایسے ہی الفاظ تھے جو کہے۔ (صحیح البخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب .... الخ حدیث 4120) کہ میں تمہیں دس گنا دے دوں گا۔ اس کے بعد یہ درخت واپس کیے گئے۔

ایک روایت ہے کہ حضرت ام ایمنؓ کو مدینہ کی طرف پیدل ہجرت کرتے وقت شدید پیاس لگی، بڑی بزرگ عورت تھیں، اللہ تعالیٰ سے ان کا بڑا خاص تعلق تھا۔ اس وقت آپؓ کے پاس پانی بھی نہیں تھا اور گرمی بھی بہت شدید تھی۔ انہوں نے اپنے سر کے اوپر کسی چیز کی آواز سنی تو کیا دیکھتی ہیں کہ ان پر آسمان سے ڈول کی مانند ایک چیز جھک آئی تھی جس سے پانی کے سفید قطرات گر رہے تھے۔ انہوں نے اس میں سے پانی پیا یہاں تک کہ سیراب ہوگئیں۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ اس کے بعد سے مجھے کبھی پیاس اور تشنگی کا احساس نہیں ہوا، تکلیف نہیں ہوئی اور کبھی روزے کی حالت میں بھی پیاس محسوس ہوتی تو تب بھی میں پیاسی نہیں رہتی تھی۔

بدری صحابہ کے ساتھ جن خواتین کا بھی تعلق ہے ان خواتین کا ذکر بھی بعض صحابہ کے ذکر میں آجاتا ہے تا کہ ان خواتین کے بلند مقام کا بھی ہمیں پتا لگتا رہے اس لیے میں یہ ذکر ساتھ ساتھ کرتا رہتا ہوں۔

حضرت ام ایمنؓ کی زبان میں کچھ لکنت تھی جب وہ کسی کے پاس جاتیں تو سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ کی بجائے، (پہلے یہ سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ کہنے کا رواج تھا،) لکنت کی وجہ سے سَلَامٌ لَا عَلَیْکُمْ کہتی تھیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ کی بجائے سَلَامٌ عَلَیْکُمْ یا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے کی اجازت دی اور اب وہی رواج ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا تو اس وقت حضرت ام ایمنؓ آپؐ کے پاس تھیں۔ انہوں نے کہا یا رسولؐ اللہ! مجھے بھی پانی پلائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں اس پر میں نے اُن سے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم اس طرح کہہ رہی ہو کہ تمہیں پانی پلائیں؟ اس پر انہوں نے کہا کہ کیا مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ خدمت نہیں کی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ پھر آپؐ نے انہیں پانی پلایا۔ (السیرۃ الحلبیۃ جلد اول صفحہ 77-78 باب وفاۃ والدۃ رسول اللہ ﷺ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو حضرت ام ایمنؓ روتی رہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپؓ کیوں رو رہی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں یہ تو جانتی تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور وفات پا جائیں گے لیکن میں تو اس لیے روتی ہوں کہ وحی ہم سے اٹھا لی گئی۔ (اسد الغابۃ جلد 7 صفحہ 291، ام ایمن مولاۃ رسول اللہ ﷺ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2008ء)

یعنی آپؐ کی وفات کا ایک غم ہے وہ تو الگ رہا لیکن اس کے ساتھ جو تازہ بتازہ اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا تھا، وحی ہوتی تھی وہ سلسلہ اب بند ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے مجھے رونا آ رہا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ حضرت ام ایمنؓ کے ہاں چلو کہ ان سے ملیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں۔ اس پر ان دونوں نے انہیں کہا کہ آپؓ کیوں روتی ہیں؟ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اسکے رسولؐ کیلئے بہتر ہے۔ حضرت ام ایمنؓ نے کہا کہ میں اس لیے نہیں روتی کہ جانتی نہیں ہوں کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ اُکے رسولؐ کیلئے بہتر ہے۔ ان کا بھی نیکی میں بڑا مقام تھا جیسا کہ میں نے کہا۔ کہتی ہیں کہ میں تو اس لیے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی۔ انہوں نے ان دونوں کو بھی رلا دیا اور وہ دونوں بھی رونے لگے۔ (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ام ایمن حدیث (2454)

حضرت اسامہؓ اور حضرت زیدؓ کی رنگت کا بڑا فرق تھا۔ ماں کیونکہ حبشہ کی رہنے والی تھیں، افریقن تھیں۔ اور زید دوسری جگہ کے رہنے والے تھے تو اس وجہ سے باپ بیٹے میں فرق تھا۔ ماں کی طرف ان کا رنگ زیادہ مائل تھا جس کی وجہ سے بعض لوگ حضرت اسامہؓ کی نسل پر اعتراض کرتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت زیدؓ کے بیٹے نہیں ہیں یا اعتراض برائے اعتراض ہوتے تھے۔ منافقین بھی اعتراض کیا کرتے تھے تو حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز میرے پاس آئے تو آپؐ بڑے خوش تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! ابھی مُجَزِّز مُدْلِجِی میرے پاس آیا تھا۔ اس نے اسامہ بن زیدؓ اور زید بن حارثہؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان دونوں پر ایک چادر تھی۔ گرمی کی وجہ سے یا بارش کی وجہ سے بہرحال کسی وجہ سے ایک چادر دونوں نے لی ہوئی تھی اور منہ ڈھکے ہوئے تھے، جس سے انہوں نے اپنے سروں کو ڈھانپا ہوا تھا اور چہرے بھی نظر نہیں آرہے تھے اور ان دونوں کے پیر باہر نکلے ہوئے تھے۔ صرف پیر باہر نکلے ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ یقیناً یہ پیر ایک دوسرے میں سے ہیں یعنی کہ دونوں کے جو پاؤں ہیں بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش تھے کہ اسامہؓ پر جو اعتراض کیا جاتا تھا آج وہ اعتراض دور ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ماہر قیافہ شناس ہے اور یہ دیکھنے والے قیافہ شناس جو دنیادار آدمی ہوتے ہیں اس کی یہ بھی گواہی ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الفرائض باب القائف حدیث 6771) (فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب الفرائض حدیث 6771 جلد 12 صفحہ 58 مطبوعہ دار الریان للتراث القاہرہ 1987ء)

اور عرب کے ماحول میں یہ ایک حتمی بات ہوا کرتی تھی۔ ویسے تو کوئی نہیں لیکن یہ جو دنیاداروں کا منہ بند کرانے کیلئے، منافقین کا منہ بند کرانے کے لیے ایک ثبوت ملا جس پہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش تھے۔

حضرت زیدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے بھی تھے۔ آپؐ نے حضرت زیدؓ کی ایک شادی حضرت زینب بنت جحشؓ سے کروائی تھی لیکن یہ شادی زیادہ عرصہ تک نہیں چلی اور حضرت زیدؓ نے حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی۔ یہ شادی ایک سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ تک رہی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت زینب بنت جحشؓ سے شادی کی۔ (السیرۃ النبویۃ، عرض وقائع وتحلیل احداث از دکتور علی محمد صلابی۔ صفحہ 628-629۔ المبحث الاول: زواج النبی ﷺ بزینب بنت جحش، دار المعرفۃ بیروت 2007ء)

مختلف حوالوں کو اکٹھا کر کے سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے جو تحریر فرمایا ہے اس کی تفصیل یوں ہے کہ ہجرت کے پانچویں سال میں غزوۂ بنی مصطلق سے کچھ عرصہ پہلے جو شعبان 5؍ہجری میں واقع ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحشؓ سے شادی فرمائی۔ حضرت زینبؓ آنحضرتؐ کی پھوپھی امیمہ بنت عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں اور باوجود نہایت درجہ نیک اور متقی ہونے کے ان کی طبیعت میں اپنے خاندان کی بڑائی کا احساس بھی کسی قدر پایا جاتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت اس قسم کے خیالات سے بالکل پاک تھی اور گو آپؐ خاندانی حالات کو تمدنی رنگ میں قابلِ لحاظ سمجھتے تھے مگر آپؐ کے نزدیک بزرگی کا حقیقی معیار ذاتی خوبی اور ذاتی تقویٰ وطہارت پر مبنی تھا۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات:14) یعنی اے لوگو! تم میں سے جو شخص زیادہ متقی ہے وہی زیادہ بڑا اور صاحبِ عزت ہے۔ پس آپؐ نے بلا کسی تامل کے اپنی اس عزیزہ یعنی زینب بنت جحشؓ کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ زید بن حارثہؓ کے ساتھ تجویز فرما دی۔ پہلے تو زینبؓ نے اپنی خاندانی بڑائی کا خیال کرتے ہوئے اسے ناپسند کیا لیکن آخرکار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی پُرزور خواہش کو دیکھ کر رضامند ہوگئیں۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اور تجویز کے مطابق زینبؓ اور زیدؓ کی شادی ہوگئی اور گو زینبؓ نے ہر طرح شرافت سے نبھاؤ کیا مگر زیدؓ نے اپنے طَور پر یہ محسوس کیا کہ حضرت زینبؓ کے دل میں ابھی تک یہ خلش مخفی ہے کہ میں ایک معزز خاندان کی لڑکی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتہ دار ہوں اور حضرت زیدؓ ایک محض آزاد شدہ غلام ہے اور میرا کفو نہیں۔ دوسری طرف خود زیدؓ کے دل میں بھی زینب کے مقابلہ میں اپنی پوزیشن کے چھوٹا ہونے کا احساس تھا اور اس احساس نے آہستہ آہستہ زیادہ مضبوط ہو کر ان کی خانگی زندگی کو بے لطف کر دیا تھا اور میاں بیوی میں ناچاقی رہنے لگی تھی۔ جب یہ ناگوار حالت زیادہ ترقی کر گئی تو زید بن حارثہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بزعم خود زینبؓ کے سلوک کی شکایت کر کے انہیں طلاق دے دینے کی اجازت چاہی اور ایک روایت میں یوں بھی آتا ہے کہ انہوں نے یہ شکایت کی کہ زینبؓ سخت زبانی سے کام لیتی ہے۔ اس لیے میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طبعاً یہ حالات معلوم کر کے صدمہ بھی ہوا مگر آپؐ نے زیدؓ کو طلاق دینے سے منع فرمایا اور غالباً یہ بات محسوس کر کے کہ زیدؓ کی طرف سے نبھاؤ کی کوشش میں کمی ہے آپؐ نے حضرت زیدؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ اختیار کر کے جس طرح بھی ہو نبھاؤ کرو۔ اس کی کوشش کرو۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی آپ کے یہ الفاظ مذکور ہیں کہ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ (الاحزاب:38) کہ اے زید! اپنی بیوی کو طلاق نہ دو اور خدا کا تقویٰ اختیار کرو۔ آپؐ کی اس نصیحت کی وجہ یہ تھی کہ اول تو اصولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلاق کو ناپسند فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا تھا کہ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ کہ ساری حلال چیزوں میں سے طلاق خدا کو زیادہ ناپسند ہے اور اسی لیے اسلام میں صرف انتہائی علاج کے طور پر اس کی اجازت دی گئی ہے۔ دوسرے جیسا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے امام زین العابدین علی بن حسین کی روایت ہے اور امام زہری نے اس روایت کو مضبوط قرار دیا ہے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے یہ وحی الٰہی ہوچکی تھی

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران:17)

اَے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے
پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (صوبہ جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران:103)

ترجمہ: اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو
جیسا اُس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

طالب دُعا: دھانو شیرپا، جماعت احمدیہ دیودمتانگ (صوبہ سکم)

کہ زید بن حارثہؓ بالآخر زینبؓ کو طلاق دے دیں گے اور اس کے بعد زینبؓ آپؐ کے نکاح میں آئیں گی اس لیے آپؐ اس معاملہ میں اپنا ذاتی تعلق سمجھتے ہوئے بالکل غیر متعلق اور غیر جانبدارانہ رویہ رکھنا چاہتے تھے اور اپنی طرف سے اس بات کی پوری پوری کوشش کرنا چاہتے تھے کہ زیدؓ اور زینبؓ کے تعلق کے قطع ہونے میں آپؐ کا کوئی دخل نہ ہو اور جب تک نبھاؤ کی صورت ممکن ہو نبھاؤ ہوتا رہے اور تعلق قائم رہے اور اسی خیال کے ماتحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اصرار کے ساتھ زیدؓ کو یہ نصیحت فرمائی کہ تم طلاق نہ دو اور خدا کا تقویٰ اختیار کر کے جس طرح بھی ہو نبھاؤ کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر زیدؓ کی طلاق کے بعد زینبؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں تو لوگوں میں اس کی وجہ سے اعتراض ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے شادی کر لی ہے اور خواہ نخواہ ابتلا کی صورت پیدا ہوگی۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَتُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِکَ مَا اللّٰہُ مُبۡدِیۡہِ وَتَخۡشَی النَّاسَ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشٰہُ (الاحزاب:38) کہ اے نبی! تُو اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھا وہ بات جسے خدا نے آخر ظاہر کر دیا۔ وَتُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِکَ مَا اللّٰہُ...... جسے خدا نے آخر ظاہر کر دیا تھا۔ اور تو لوگوں کی وجہ سے ڈرتا تھا اور یقیناً خدا اس بات کا بہت زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ کو تقوی اللہ کی نصیحت کر کے طلاق دینے سے منع فرمایا اور آپؐ کی اس نصیحت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے زیدؓ خاموش ہو کر واپس آ گئے مگر اکھڑی ہوئی طبیعتوں کا ملنا مشکل تھا۔ دراڑیں پیدا ہو چکی تھیں۔ اب بڑا مشکل تھا اور جو بات نہ بننی تھی نہ بنی اور کچھ عرصے کے بعد زیدؓ نے طلاق دے دی۔ جب زینبؓ کی عدت ختم ہو چکی تو ان کی شادی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر وحی نازل ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں خود اپنے عقد میں لے لینا چاہیے اور اس خدائی حکم میں علاوہ اس حکمت کے کہ اس سے حضرت زینبؓ کی دلداری ہو جائے گی اور مطلقہ عورت کے ساتھ شادی کرنا مسلمانوں میں عیب نہ سمجھا جائے گا۔ یہ حکمت بھی مدّنظر تھی کہ چونکہ حضرت زیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ تھے اور آپؐ کے بیٹے کہلاتے تھے اس لیے جب آپؐ خود اس کی مطلقہ سے شادی فرما لیں گے تو اس بات کا مسلمانوں میں ایک عملی اثر ہوگا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا اور نہ اس پر حقیقی بیٹوں والے احکام جاری ہوتے ہیں اور آئندہ کے لیے عرب کی جاہلانہ رسم مسلمانوں میں پورے طور پر مٹ جائے گی۔ چنانچہ اس بارہ میں قرآن شریف نے جو تاریخ اسلامی کا سب سے زیادہ صحیح ریکارڈ ہے یوں فرماتا ہے کہ فَلَمَّا قَضٰی زَیۡدٌ مِّنۡہَا وَطَرًا زَوَّجۡنٰکَہَا لِکَیۡ لَا یَکُوۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ حَرَجٌ فِیۡۤ اَزۡوَاجِ اَدۡعِیَآئِہِمۡ اِذَا قَضَوۡا مِنۡہُنَّ وَطَرًا وَکَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ مَفۡعُوۡلًا (الاحزاب:38) یعنی جب زید نے زینب سے قطع تعلق کر لیا تو ہم نے زینب کی شادی تیرے ساتھ کر دی تاکہ مومنوں کے لیے اپنے منہ بولے بیٹوں کی مطلقہ بیویوں کے ساتھ شادی کرنے میں کوئی روک نہ رہے بعد اس کے کہ وہ منہ بولے بیٹے اپنی بیویوں سے قطع تعلق کر لیں اور خدا کا یہ حکم اسی طرح پورا ہونا تھا۔

الغرض اس خدائی وحی کے نازل ہونے کے بعد جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی خواہش اور خیال کا قطعاً کوئی دخل نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ کے ساتھ شادی کا فیصلہ فرمایا اور پھر حضرت زیدؓ کے ہاتھ ہی حضرت زینبؓ کو شادی کا پیغام بھجوایا اور حضرت زینبؓ کی طرف سے رضامندی کا اظہار ہونے پر ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے ان کی طرف سے ولی ہو کر چار سو درہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا اور اس طرح وہ قدیم رسم، جو عرب کی سرزمین میں راسخ ہو چکی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی نمونے کے نتیجے میں اسلام میں جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دی گئی۔

اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ عام مؤرخین اور محدثین کا یہ خیال ہے کہ چونکہ زینبؓ کی شادی کے متعلق خدائی وحی نازل ہوئی تھی اور خدا کے خاص حکم سے یہ شادی وقوع میں آئی اس لیے ظاہری طور پر ان کے نکاح کی رسم ادا نہیں کی گئی مگر یہ خیال درست نہیں ہے۔ بے شک خدا کے حکم سے یہ شادی ہوئی اور کہا جا سکتا ہے کہ آسمان پر نکاح پڑھا گیا مگر اس وجہ سے شریعت کی ظاہری رسم جو تھی وہ بھی خدا ہی کی مقرر کردہ ہے اس سے آزادی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ ابنِ ہشام کی روایت، جس کا حوالہ پہلے درج کیا گیا ہے اور جس میں ظاہری رسم نکاح کا واقع ہونا بتایا گیا ہے، اس معاملہ میں واضح ہے اور کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ اور یہ جو حدیث میں آتا ہے کہ دوسری امہات المومنین کے مقابلے میں حضرت زینبؓ یہ فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارے نکاح تمہارے ولیوں نے زمین پر پڑھائے ہیں اور میرا نکاح آسمان پر ہوا ہے، اس سے بھی یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ حضرت زینبؓ کے نکاح کی ظاہری رسم ادا نہیں ہوئی تھی کیونکہ باوجود ظاہری رسم کی ادائیگی کے ان کا یہ فخر قائم رہتا ہے کہ ان کا نکاح خدا کے خاص حکم سے آسمان پر ہوا مگر اس کے مقابل پر دوسری امہات المومنین کی شادیاں عام اسباب کے ماتحت ظاہری رسم کی ادائیگی کے ساتھ وقوع میں آئیں۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اذن کے زینبؓ کے پاس تشریف لے گئے تھے اور اس سے بھی یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ان کے نکاح کی ظاہری رسم ادا نہیں ہوئی تھی مگر غور کیا جاوے تو اس بات کو بھی ظاہری رسم کے ادا ہونے یا نہ ہونے کے سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ اگر اس سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کے گھر بغیر اجازت چلے گئے تھے تو یہ غلط اور خلافِ واقعہ ہے کیونکہ بخاری کی صریح روایت (بڑی واضح روایت) میں یہ ذکر ہے کہ شادی کے بعد زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رخصت ہو کر آئی تھیں نہ کہ آپؐ ان کے گھر گئے تھے اور اگر اس روایت سے یہ مراد ہے کہ جب وہ رخصت ہو کر آپؐ کے گھر آ گئیں تو اس کے بعد آپؐ ان کے پاس بغیر اذن کے تشریف لے گئے تو یہ کوئی غیر معمولی اور خلافِ دستور بات نہیں ہے کیونکہ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بن کر آپؐ کے گھر آ گئی تھیں تو پھر آپؐ نے بہرحال ان کے پاس جانا ہی تھا اور آپؐ کو اذن کی ضرورت نہیں تھی۔ پس اذن نہ لینے والی روایت کا قطعاً کوئی تعلق اس سوال سے نہیں ہے کہ آپؐ کے اس نکاح کی ظاہری رسم ادا کی گئی یا نہیں۔ اور حق یہی ہے جیسا کہ ابنِ ہشام کی روایت میں تصریح کی گئی ہے کہ باوجود خدائی حکم کے اس نکاح کی باقاعدہ رسم ادا کی گئی تھی۔ اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ ایسا ہوا ہو کیونکہ اول تو عام قاعدے میں استثنا کی کوئی وجہ نہیں تھی اور دوسرے جب اس نکاح میں ایک رسم کا توڑنا اور اس کے اثر کو زائل کرنا مقصود تھا۔ (یہ پہلے رسم تھی اور بڑی پکی رسم تھی کہ متبنیٰ کی بیوی سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اس رسم کو توڑنا مقصد تھا) تو اس بات کی پھر بدرجہ اولیٰ ضرورت تھی، بہت زیادہ ضرورت تھی کہ یہ نکاح بڑے اعلان کے ساتھ کیا جاتا اور بڑی شہادتوں کے سامنے کیا جاتا تاکہ دنیا کو پتا لگتا کہ یہ رسم آج ختم ہو رہی ہے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 543 تا 546)

حضرت زیدؓ کی زندگی کے واقعات کے تعلق میں حضرت زینبؓ کے بارے میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کے بارے میں بھی میں نے کچھ تفصیل سے یہ ذکر اس لیے کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت زینبؓ کی شادی کے بارے میں آج کل بھی معترضین سوال اور اعتراض کرتے ہیں اس لیے اس بارے میں ہمیں کچھ تفصیلی علم بھی ہونا چاہیے۔ اس کی بعض اَور تفصیلات بھی ہیں۔ حضرت زیدؓ کے بارے میں بھی بعض باتیں بیان کرنے والی ہیں۔ تو یہ دونوں باتیں جس حد تک بیان کرنے کی ضرورت ہوئی میں آئندہ بھی کروں گا۔ حضرت زید کے حوالے سے یہ سلسلہ ابھی چل رہا ہے۔

......☆......☆......☆......

کلامُ الامام

”جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے، اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا۔“

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (صوبہ کرناٹک)

کلامُ الامام

”جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔“

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالبِ دُعا: بشیر احمد مشتاق (صدر جماعت احمدیہ حلقہ اِرم لین) سری نگر، جموں اینڈ کشمیر

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

کامیابی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عبادت سے ہی وابستہ ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 رمئی 2019)

طالبِ دعا: عبدالرحمن خان اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ پنکال (صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”حصول دُنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دُنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 رمئی 2017)

طالبِ دُعا: مقصود احمد قریشی ولد مکرم محمد عبیداللہ قریشی اینڈ فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 2016)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

خطبہ جمعہ

’’حکمت الٰہی یہی تھی کہ زیدؓ اپنی بیوی (حضرت زینبؓ) کوطلاق دے دیں اور
وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں جائے تا کہ یہ ثابت ہو کہ قانون ملکی کے لحاظ سے اولاد قانون قدرت والی اولاد کی طرح نہیں ہوتی‘‘

نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام، اخلاص ووفا کے پیکر بدری صحابی رسولؐ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ کا دل نشین تذکرہ

نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کی مزید تفصیلات

اس بارے میں کمزور روایات سے متاثر مستشرقین کے بے ہودہ الزامات کا تجزیہ اوران الزامات کے مدلّل جوابات

عزیزہ مریم سلمان گُل کی وفات، مرحومہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ (حاضر)

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21رجون 2019ء بمطابق 21راحسان 1398 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ، سرے)، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں حضرت زید بن حارثہؓ کے حوالے سے باتیں کر رہا تھا اور اس ضمن میں یہ بات ہوئی تھی کہ حضرت زینب بنت جحشؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد میں شادی ہوئی۔ اس حوالے سے میں نے کہا تھا کہ بعض مزید باتیں بیان ہونے والی ہیں۔

حضرت زینب بنت جحشؓ کی عمر شادی کے وقت 35 سال کی تھی اور عرب کے حالات کے لحاظ سے یہ عمر ایسی تھی جسے گویا ادھیڑ عمر، بڑی عمر کہنا چاہیے۔ حضرت زینبؓ ایک نہایت متقی اور پرہیز گار اور مخیر خاتون تھیں۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں میں صرف زینب ہی وہ بیوی تھیں جو حضرت عائشہؓ کا مقابلہ کرتی تھیں اور ان کی ہمسری کا دم بھرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ ان کے ذاتی تقویٰ اور طہارت کی بہت مداح تھیں اور اکثر کہا کرتی تھیں کہ میں نے زینبؓ سے زیادہ نیک عورت نہیں دیکھی اور یہ کہ وہ بہت متقی، بہت راست گو، بہت صلہ رحمی کرنے والی، بہت صدقہ و خیرات کرنے والی اور نیکی اور تقرب الٰہی کے اعمال میں نہایت سرگرم تھیں۔ بس اتنی بات تھی ان کی طبیعت ذرا تیز تھی مگر تیزی کے بعد وہ جلد ہی خود نادم ہو جایا کرتی تھیں۔ صدقہ اور خیرات میں تو ان کا یہ مرتبہ تھا کہ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ اَسْرَعُکُنَّ لِحَاقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا۔ یعنی تم میں سے جو سب سے زیادہ لمبے ہاتھوں والی ہے وہ میری وفات کے بعد سب سے پہلے فوت ہو کر میرے پاس پہنچے گی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ہم نے اس سے ظاہری ہاتھ سمجھے اور اپنے ہاتھ ناپا کرتی تھیں لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے زینب بنت جحشؓ کا انتقال ہوا تو تب جا کر ہم پر یہ راز کھلا کہ ہاتھ سے مراد صدقہ و خیرات کا ہاتھ تھا نہ کہ ظاہری ہاتھ۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ مزید لکھتے ہیں کہ جیسا کہ اندیشہ کیا جاتا تھا حضرت زینبؓ کی شادی پر منافقینِ مدینہ کی طرف سے بہت اعتراضات ہوئے اور انہوں نے برملا طور پر طعن کیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر کے گویا اپنی بہو کو اپنے اوپر حلال کر لیا ہے لیکن جب اس شادی کی غرض ہی عرب کی اس جاہلانہ رسم کو مٹانا تھی تو پھر ان طعنوں کا سننا بھی ضروری تھا۔ اس جگہ یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ ابنِ سعد اور طبری وغیرہ نے حضرت زینب بنت جحشؓ کی شادی کے متعلق ایک سراسر غلط اور بے بنیاد روایت نقل کی ہے اور چونکہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف اعتراض کا موقع ملتا ہے اس لیے بعض مسیحی مؤرخین نے اس روایت کو نہایت ناگوار صورت دے کر اپنی کتب کی زینت بنایا ہے۔

روایت یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحشؓ کی شادی زید کے ساتھ کر دی تو اس کے بعد آپؐ کسی موقع پر زیدؓ کی تلاش میں ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس وقت اتفاق سے زید بن حارثہؓ اپنے مکان پر نہیں تھے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے سے باہر کھڑے ہو کر زیدؓ کو آواز دی تو زینبؓ نے اندر سے جواب دیا کہ وہ مکان پر نہیں ہیں اور ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پہچان کر وہ لپک کر اٹھیں اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ آپؐ اندر تشریف لے آئیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا اور واپس لوٹنے لگے۔

اب یہ راوی اس طرح کی روایت آگے لکھتے ہیں کہ مگر چونکہ حضرت زینبؓ گھبرا کر ایسی حالت میں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں کہ ان کے بدن پر اوڑھنی نہیں تھی اور مکان کا دروازہ کھلا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ان پر پڑ گئی اور آپؐ نعوذ باللہ ان کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر یہ الفاظ گنگناتے ہوئے واپس لوٹ گئے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ مُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ۔ کہ پاک ہے وہ اللہ جو سب سے بڑائی والا ہے اور پاک ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں لوگوں کے دل ہیں جدھر چاہتا ہے انہیں پھیر دیتا ہے۔ جب زید بن حارثہؓ واپس آئے تو زینبؓ نے ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا قصہ بیان کیا اور زیدؓ کے دریافت کرنے پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے تھے۔ حضرت زینبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بیان کیے اور کہا میں نے تو عرض کیا تھا کہ آپؐ اندر تشریف لے آئیں مگر آپؐ نے انکار فرمایا اور واپس تشریف لے گئے۔ یہ سن کر زیدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور کہا یا رسولؐ اللہ! شاید آپؐ کو زینب پسند آ گئی ہے۔ اگر آپؐ پسند فرمائیں تو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں اور پھر آپؐ اس کے ساتھ شادی فرما لیں۔ آپؐ نے فرمایا زید! خدا کا تقویٰ کرو اور زینبؓ کو طلاق نہ دو۔ یہ روایت لکھنے والے پھر آگے اس طرح لکھتے ہیں کہ مگر اس کے بعد زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی۔ یہ وہ روایت ہے جو ابنِ سعد اور طبری وغیرہ نے اس موقع پر بیان کی ہے اور گو اس روایت کی ایسی تشریح کی جا سکتی ہے جو چنداں قابلِ اعتراض نہیں، بالکل قابلِ اعتراض نہیں ہو گی مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ قصہ سرتاپا محض غلط اور جھوٹ ہے اور روایت و درایت ہر طرح سے اس کا جھوٹا ہونا ظاہر ہے۔ روایتاً تو اس قدر جاننا کافی ہے کہ اس قصے کے راویوں میں زیادہ تر واقدی اور عبداللہ بن عامر اَسْلَمِیْ کا واسطہ آتا ہے اور یہ دونوں شخص محققین کے نزدیک بالکل ضعیف اور ناقابلِ اعتماد ہیں حتیٰ کہ واقدی تو اپنی کذب بیانی اور دروغ بیانی میں ایسی شہرت رکھتا ہے کہ غالباً مسلمان کہلانے والے راویوں میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ اور اس کے مقابلہ میں وہ روایت جو ہم نے اختیار کی ہے جس میں زیدؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر زینبؓ کی بدسلوکی کی شکایت کرنا بیان کیا گیا تھا، (وہ پچھلے خطبے میں بیان ہوئی تھی) اور اس کے مقابلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا گیا تھا کہ تم خدا کا تقویٰ اختیار کرو اور طلاق نہ دو، یہ روایت جو ہے وہ بخاری کی روایت ہے جو دوست اور دشمن کے نزدیک قرآن شریف کے بعد اسلامی تاریخ کا صحیح ترین ریکارڈ سمجھی جاتی ہے اور جس کے خلاف کبھی کسی حرف گیر کو انگلی اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ پس اصولِ روایت کی رو سے دونوں روایتوں کی قدر و قیمت ظاہر ہے۔

اسی طرح عقلاً بھی غور کیا جاوے تو ابنِ سعد وغیرہ کی روایت کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا کیونکہ جب یہ بات مسلّم ہے کہ زینبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں حتیٰ کہ آپؐ ہی نے ان کے ولی بن کر زید بن حارثہؓ سے ان کی شادی کی تھی اور دوسری طرف اس بات سے بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اب تک مسلمان عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں بلکہ پردہ کے متعلق ابتدائی حکم حضرت زینبؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کے بعد نازل ہوئے تھے تو اس صورت میں یہ خیال کرنا کہ زینبؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، صرف اس وقت اتفاقی نظر پڑ گئی اور آپؐ ان پر فریفتہ ہو گئے ایک صریح اور بدیہی بطلان اور جھوٹ ہے اور اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یقیناً اس سے پہلے آپؐ نے ہزاروں دفعہ زینب کو دیکھا ہو گا اور ان کے جسم کا حسن و قبح جو کچھ بھی تھا آپؐ پر عیاں تھا اور گو اوڑھنی کے ساتھ دیکھنا اور اوڑھنی کے بغیر دیکھنا کوئی فرق نہیں رکھتا لیکن جب رشتہ اس قدر قریب تھا اور پردے کی رسم بھی اور حکم بھی اس وقت شروع نہیں ہوا تھا اور ہر وقت کی میل ملاقات تھی تو اَغلب یہ ہے کہ آپؐ کو کئی دفعہ انہیں بغیر اوڑھنی کے دیکھنے کا اتفاق بھی ہوا ہو گا اور زینبؓ کا آپؐ کو اندر تشریف لانے کیلئے عرض کرنا ظاہر کرتا ہے کہ اس وقت ان کے بدن پر اتنے کپڑے ضرور تھے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہونے کیلئے تیار تھیں۔ پس جس جہت سے بھی دیکھا جائے یہ قصہ ایک محض جھوٹا اور بناوٹی قصہ قرار پاتا ہے جس کے اندر کچھ بھی حقیقت نہیں اور اگر ان دلائل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کامل درجہ مقدس اور زاہدانہ زندگی کو بھی مدنظر رکھا جائے جو آپؐ کی ہر حرکت و سکون سے واضح اور عیاں تھی تو پھر تو اس واہیات اور فضول روایت کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور یہی وجہ ہے کہ محققین نے اس قصے کو قطعی طور پر جھوٹا اور بناوٹی قرار دیا ہے۔ مثلاً علامہ ابنِ حجر نے فتح الباری میں، علامہ ابنِ کثیر نے اپنی تفسیر میں، علامہ زرقانی نے شرح مَوَاہِب میں وضاحت کے ساتھ اس روایت کو سراسر جھوٹا قرار دے کر اس کے ذکر تک کو صداقت کی ہتک سمجھا ہے اور یہی حال دوسرے محققین کا ہے۔

اور محققین پر ہی بس نہیں بلکہ ہر شخص جسے تعصّب نے اندھا نہیں کر رکھا وہ اس بیان کو جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی لکھا ہے کہ ہم نے قرآن شریف اور احادیثِ صحیحہ کی بنا پر مرتب کر کے پیش کیا ہے اُس لچر اور ناقابلِ التفات قصے پر ترجیح دے گا جسے بعض منافقین نے اپنے پاس سے گھڑ کر روایت کیا اور مسلمان مؤرخین نے جن کا کام صرف ہر قسم کی روایات کو جمع کرنا تھا اسے بغیر کسی تحقیق کے اپنی تاریخ میں جگہ دے دی اور پھر بعض غیر مسلم مؤرخین نے مذہبی تعصب سے اندھا ہو کر اسے اپنی کتاب کی زینت بنایا۔

اس بناوٹی قصے کے ضمن میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یہ اپنی سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ یہ زمانہ اسلامی تاریخ کا وہ زمانہ تھا جبکہ منافقینِ مدینہ اپنے پورے زور میں تھے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کی سرکردگی میں ان کی طرف سے ایک باقاعدہ سازش اسلام اور بانیٔ اسلام کو بدنام کرنے کی جاری تھی اور ان کا یہ طریق تھا کہ جھوٹے اور بناوٹی قصے گھڑ گھڑ کر خفیہ خفیہ پھیلاتے رہتے تھے یا اصل بات تو کچھ ہوتی تھی اور وہ اسے کچھ کا کچھ رنگ دے کر اور اس کے ساتھ سو قسم کے جھوٹ شامل کر کے اس کی در پردہ اشاعت شروع کر دیتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف کی سورۂ احزاب میں جس جگہ حضرت زینبؓ کی شادی کا ذکر ہے اس کے ساتھ ساتھ منافقینِ مدینہ کا بھی خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے اور ان کی شرارتوں کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ وَّالۡمُرۡجِفُوۡنَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ لَنُغۡرِیَنَّکَ بِہِمۡ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوۡنَکَ فِیۡہَاۤ اِلَّا قَلِیۡلًا (الاحزاب:61) یعنی اگر منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور مدینہ میں جھوٹی اور فتنہ انگیز خبروں کی اشاعت کرنے والے لوگ اپنی ان کارروائیوں سے باز نہ آئے تو پھر اے نبی ہم تمہیں ان کے خلاف ہاتھ اٹھانے کی اجازت دیں گے اور پھر یہ لوگ مدینہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے مگر تھوڑا۔ اس آیت میں صریح طور پر اس قصہ کے جھوٹا ہونے کی طرف اصولی اشارہ کیا گیا ہے۔ پھر جیسا کہ آگے چل کے ذکر آتا ہے اسی زمانہ کے قریب قریب حضرت عائشہؓ کے خلاف بہتان لگائے جانے کا بھی خطرناک واقعہ پیش آیا اور عبداللہ بن ابی اور اس کے بد دیانت ساتھیوں نے اس افترا کا اس قدر چرچا کیا اور ایسے ایسے رنگ دے کر اس کی اشاعت کی کہ مسلمانوں پر ان کا عرصہ عافیت تنگ ہو گیا اور بعض کمزور طبیعت اور ناواقف مسلمان بھی ان کے اس گندے پروپیگنڈا کا شکار ہو گئے۔ الغرض یہ زمانہ منافقوں کے خاص زور کا زمانہ تھا اور ان کا سب سے زیادہ دل پسند حربہ یہ تھا کہ جھوٹی اور گندی خبریں اڑا اڑا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے متعلقین کو بدنام کریں اور یہ خبریں ایسی ہوشیاری کے ساتھ پھیلائی جاتی تھیں کہ بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اکابر صحابہؓ کو تفصیلی علم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تردید کا موقع بھی نہیں ملتا تھا اور اندر ہی اندر ان کا زہر پھیلتا جاتا تھا۔ ایسی صورتوں میں بعض بعد میں آنے والے مسلمان جو زیادہ تحقیق اور تدقیق کے عادی نہیں تھے انہیں سچا سمجھ کر ان کی روایت شروع کر دیتے تھے اور اس طرح یہ روایتیں واقدی وغیرہ کی قسم کے مسلمانوں کے جو مجموعے تھے ان میں راہ پا گئیں مگر جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے صحیح احادیث میں ان کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا اور نہ محققین نے انہیں قبول کیا ہے۔

حضرت زینب بنت جحشؓ کے قصہ میں سر ولیم میور نے جن سے یقیناً ایک بہتر ذہنیت کی امید کی جاتی تھی واقدی کی غلط اور بناوٹی روایت کو قبول کرنے کے علاوہ اس موقع پر یہ دلآزار طعن بھی کیا ہے۔ وہ معترض تھا۔ ان سے تو یہی امید ہونی چاہیے تھی اور پھر جب حوالہ مسلمانوں کا مل جائے تو پھر ان کو مزید طعن کرنے کا بھی موقع مل جاتا ہے کہ گویا بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نفسانی خواہشات بھی ترقی کرتی جاتی تھیں (نعوذ باللہ) اور میور صاحب آپؐ کے حرم کی جو توسیع تھی، شادیوں میں اضافہ تھا اس کو میور صاحب اسی جذبے پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ یہی کہتے ہیں کہ یہ نفسانی خواہشات تھیں، نعوذ باللہ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ میں بھی ایک مؤرخ کی حیثیت سے اس بات کو بغیر کسی مذہبی بحث میں پڑنے کے بیان کرتا ہوں مگر تاریخی واقعات کو ایک غلط راستے پر جب ڈالا جاتا ہے تو اسے دیکھ کر اس ناگوار اور غیر منصفانہ طریق کے خلاف آواز بلند کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ پس علاوہ مذہبی جذبات کے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کے سوال کے، جس پر ایک حقیقی مسلمان اور ایک مومن تو اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہے، عقلی اور تاریخی حقائق جو ہیں وہ بھی اس بیہودہ بات کی نفی کرتے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ بے شک یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں اور یہ بات بھی مسلمہ تاریخ کا حصہ ہے کہ علاوہ حضرت خدیجہؓ کے آپؐ کی ساری شادیاں اس زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں جسے بڑھاپے کا زمانہ کہا جا سکتا ہے مگر بغیر کسی تاریخی شہادت کے بلکہ واضح اور صریح تاریخی شہادت کے خلاف یہ خیال کرنا کہ آپ کی یہ شادیاں نعوذ باللہ جسمانی خواہشات کے جذبہ کے ماتحت تھیں ایک مؤرخ کی شان سے بہت بعید ہے اور ایک شریف انسان کی شان سے بھی بعید تر ہے۔ میور صاحب اس حقیقت سے بے خبر نہیں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس سال کی عمر میں ایک چالیس سالہ ادھیڑ عمر کی بیوہ عورت سے شادی کی اور پھر پچاس سال کی عمر تک اس رشتہ کو اس خوبی اور وفاداری کے ساتھ نباہا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی اور اس کے بعد بھی آپؐ نے پچپن سال کی عمر تک عملاً صرف ایک بیوی رکھی اور یہ بیوی حضرت سودہؓ بھی حسنِ اتفاق سے ایک بیوہ اور ادھیڑ عمر کی خاتون تھیں اور اس تمام عرصہ میں جو جذباتِ نفسانی کے ہیجان کا مخصوص زمانہ ہے آپؐ کو کبھی دوسری شادی کا خیال نہیں آیا۔ میور صاحب اس تاریخی واقعہ سے بھی ہرگز ناواقف نہیں تھے کہ جب مکہ والوں نے آپؐ کی تبلیغی مساعی سے تنگ آ کر اور ان کو اپنے قومی دین کا مخرِّب (خراب کرنے والا) خیال کر کے آپؐ کے پاس عتبہ بن ربیعہ کو بطور ایک وفد کے بھیجا تھا اور آپؐ سے بڑی پُرزور استدعا کی درخواست کی تھی کہ آپؐ اپنی ان کوششوں سے رُک جائیں اور دولت اور ریاست کی طمع دینے کے علاوہ ایک یہ درخواست بھی پیش کی کہ اگر آپؐ کسی اچھی لڑکی کے ساتھ شادی کر کے ہم سے خوش ہو سکتے ہیں اور ہمارے دین کو برا بھلا کہنے اور اس نئے دین کی تبلیغ سے باز رہ سکتے ہیں تو آپؐ جس لڑکی کو پسند کریں ہم آپؐ کے ساتھ اس کی شادی کیے دیتے ہیں۔ اس وقت آپؐ کی عمر بھی کوئی ایسی زیادہ نہیں تھی پھر جسمانی طاقت بھی بعد کے زمانہ کی نسبت یقیناً بہتر حالت میں تھی مگر جو جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤسائے مکہ کے اس نمائندہ کو دیا وہ بھی تاریخ کا ایک کھلا ہوا ورق ہے جس کے دوہرانے کی، حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ضرورت نہیں ہے اور یہ تاریخی واقعہ بھی میور صاحب کی نظر سے اوجھل نہیں تھا کہ مکہ کے لوگ آپؐ کو آپؐ کی بعثت سے قبل یعنی چالیس سال کی عمر تک ایک بہترین اخلاق والا انسان سمجھتے تھے مگر باوجود ان سب شہادتوں کے میور صاحب کا یہ لکھنا کہ پچپن سال کی عمر کے بعد جب ایک طرف آپؐ کی جسمانی طاقتوں میں طبعاً انحطاط رونما ہونے لگا تھا اور دوسری طرف آپؐ کے مشاغل اور ذمہ داریاں اس قدر بڑھ گئیں جو ایک مصروف سے مصروف انسان کے مشاغل کو بھی شرماتی ہیں تو آپؐ عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے۔ یہ یقیناً ہرگز کوئی غیر متعصّبانہ ریمارک نہیں سمجھا جا سکتا۔ یقیناً یہ تعصّب سے بھرا ہوا ریمارک ہے۔ کہنے کو تو کوئی شخص جو کچھ بھی کہنا چاہے کہہ سکتا ہے اور اس کی زبان اور قلم کو روکنے کی دوسروں میں طاقت نہیں ہوتی مگر عقل مند آدمی کو چاہیے کہ کم از کم ایسی بات نہ کہے جسے دوسروں کی جو عقلِ سلیم ہے تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہو۔ میور صاحب اور ان کے ہم خیال لوگ اگر اپنی آنکھوں سے تعصّب کی پٹی اتار کر دیکھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ محض یہ بات ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شادیاں آپؐ کے بڑھاپے کی عمر کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ وہ جسمانی اغراض کے ماتحت نہیں تھیں بلکہ ان کی تہ میں کوئی دوسری اغراض بھی مخفی تھیں خصوصاً جبکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپؐ نے اپنی جوانی کے ایام ایک ایسی حالت میں گزارے جس کی وجہ سے آپؐ نے اپنوں اور بیگانوں سے امین کا خطاب پایا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں اور ہر پڑھنے والے کے، تاریخ جاننے والے کے یقیناً یہی جذبات ہوتے ہیں کہ اس بات کے مطالعہ سے مجھے ایک روحانی سرور حاصل ہوتا ہے کہ آپؐ کی عمر کے جس زمانہ میں آپؐ کی یہ شادیاں ہوئیں وہ وہ زمانہ ہے جب کہ آپؐ پر آپؐ کے فرائضِ نبوت کا سب سے زیادہ بار تھا اور اپنی ان لاتعداد اور بھاری ذمہ داریوں کی ادائیگی میں آپؐ بالکل محو ہو رہے تھے اور ہر انصاف پسند، شریف انسان کے نزدیک محض یہ منظر ہی اس بات کی ایک دلیل ہے کہ آپؐ کی یہ شادیاں آپؐ کے فرائضِ نبوت کا حصہ تھیں جو آپؐ نے سا پنی خانگی خوشی کو برباد کرتے ہوئے تبلیغ و تربیت کی اغراض کے ماتحت کی تھیں۔ ایک بُرا آدمی دوسرے کے افعال میں بری نیت تلاش کرتا ہے اور اپنی گندی حالت کی وجہ سے بسا اوقات دوسرے کی نیک نیت کو سمجھ بھی نہیں سکتا مگر ایک شریف انسان اس بات کو جانتا اور سمجھتا ہے کہ بسا اوقات ایک ہی فعل ہوتا ہے جسے ایک گندہ آدمی بری نیت سے کرتا ہے مگر اسی کو ایک نیک آدمی نیک اور پاک نیت سے کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔

پھر یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ اسلام میں شادی کی غرض یہ نہیں ہے کہ مرد اور عورت اپنی نفسانی خواہشات کے پورا کرنے کے لیے اکٹھے ہو سکیں بلکہ گو نسلِ انسانی کے بقا کے لیے مرد و عورت کا اکٹھا ہونا نکاح کی ایک جائز غرض ہے مگر اس میں بہت سی اَور پاکیزہ اغراض بھی مدِّ نظر ہیں۔ پس ایک انسان کی شادیوں کی وجہ تلاش کرتے ہوئے، جس کی زندگی کا ہر حرکت اور سکون اس کی بے نفسی اور پاکیزگی پر ایک دلیل ہے، گندے آدمیوں کی طرح گندے خیالات کی طرف مائل ہونے لگنا اس شخص کو تو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا جس کے متعلق یہ رائے لگائی جاتی ہے مگر رائے لگانے والے، دینے والے کے اپنے اندرونے کا آئینہ ضرور سمجھا جا سکتا ہے۔ مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ پس اس سے زیادہ اس اعتراض کے جواب میں، مَیں کچھ نہیں کہتا کہ وَاللّٰہُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوۡنَ۔ کہ اللہ ہی ہے جس سے اس بات پر مدد مانگی جا سکتی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 549 تا 555)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی اس شادی اور نکاح کے حوالے سے ایک نکتہ اپنے ایک نکاح کے خطبہ میں بیان فرمایا تھا وہ بھی مَیں پڑھ دیتا ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی کی لڑکی کا نکاح زیدؓ سے کرایا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استخارہ نہیں کیا ہوگا۔ دعائیں نہیں کی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ پر اتکال نہ کیا ہوگا۔ توکّل نہیں کیا ہوگا۔ یہ سب باتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہوں گی۔ آپؐ نے استخارہ بھی کیا ہوگا۔ دعائیں بھی کی ہوں گی مگر باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی کوشش کو بارآور نہیں کیا۔ آپؓ لکھتے ہیں یہ نکتہ بیان فرما رہے ہیں کہ اصل وجہ اس بات کی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ یہ بات لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد نہیں ہے خواہ قانونِ قدرت والی اولاد ہو یا قانونِ ملکی والی، (جو بچے adopt کر لیتے ہیں وہ ملکی قانون کے تحت اولاد تصور ہوتی ہے۔) قانونِ قدرت کے مطابق تو آپؐ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی مگر ملکی دستور اور اس وقت کے قانونِ شریعت کے مطابق آپؐ کی اولاد موجود تھی جیسا کہ زیدؓ تھے۔ لوگ انہیں ابنِ محمدؐ کہا کرتے تھے۔ حضرت زینبؓ کے نکاح کے واقعہ سے خدا تعالیٰ نے یہ بتایا کہ اولاد وہی ہوتی ہے جو قانونِ قدرت کے مطابق ہو یعنی جسمانی اولاد ہو۔ قانونِ ملکی والی اولاد حقیقی اولاد نہیں ہوتی۔ (جو adopt کیے ہوئے بچے ہوتے ہیں وہ بھی حقیقی اولاد نہیں ہوتی) اور نہ شریعت نے حقیقی اولاد کے لیے جو قوانین رکھے ہیں وہ دوسروں پر عائد ہوتے ہیں۔ اس بات کو قائم کرنے کے لیے واحد طریق

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اپنی عبادتوں کو بھی خالص کریں اور دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے بھی آشنا کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 مئی 2019)

طالب دعا: شیخ اختر علی، والدہ اور بہن اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

مسجدوں کا جو مقصد ہے اسے پورا کرنا ہوگا تب ہی اللہ تعالیٰ کے انعام ملیں گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 مئی 2019)

طالب دعا: اے۔ شمس العالم ولد مکرم ابوبکر صاحب اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ میلا پالم (صوبہ تامل ناڈو)

یہی تھا کہ حضرت زیدؓ کی مطلقہ کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکاح فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے زیدؓ اور اس کی بیوی کے تفرقہ کو دور نہ ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو دور ہو سکتا تھا لیکن نہیں دور ہونے دیا۔ باوجود اس کے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استخارہ بھی کیا تھا۔ دعائیں بھی کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ پر اتکال کیا تھا۔ کوشش کی تھی، مگر حکمتِ الٰہی یہی تھی کہ زیدؓ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں جائے تا کہ یہ ثابت ہو کہ قانون مِلکی کے لحاظ سے اولاد قانونِ قدرت والی اولاد کی طرح نہیں ہوتی۔ یہ بھی ایک نکتہ ہے جو اس شادی کی حکمت کے پیچھے آپؓ نے بیان فرمایا۔ (ماخوذ از خطباتِ محمودؓ، جلد 3 صفحہ 390-391)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد شدہ غلاموں کے ساتھ جو برتاؤ تھا اس کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھتے ہیں کہ

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا کہ لوگوں کے پرانے خیالات کی اصلاح کی غرض سے آپؐ غلاموں اور آزاد شدہ غلاموں میں سے قابل لوگوں کی تعظیم وتکریم کا خیال دوسرے لوگوں کی نسبت بھی زیادہ رکھتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے بہت سے موقعوں پر اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ اور ان کے لڑکے اسامہ بن زیدؓ کو جنگی مہموں میں امیر مقرر فرمایا اور بڑے بڑے صاحبِ عزت اور جلیل القدر صحابیوں کو ان کے ماتحت رکھا اور جب ناسمجھ لوگوں نے اپنے پرانے خیالات کی بنا پر آپؐ کے اس فعل پر اعتراض کیا تو آپؐ نے فرمایا...... تم لوگوں نے اسامہؓ کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کیا ہے اور اس سے پہلے تم اس کے باپ زیدؓ کی امارت پر بھی طعن کر چکے ہو مگر خدا کی قسم جس طرح زیدؓ امارت کا حق دار اور اہل تھا اور میرے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اسی طرح اسامہؓ بھی امارت کا اہل ہے اور میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہے۔

اس ارشادِ نبویؐ پر جو اسلام کی حقیقی مساوات کا حامل تھا صحابہ کی گردنیں جھک گئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اسلام میں کسی شخص کا غلام یا غلام زادہ ہونا یا بظاہر کسی ادنیٰ طبقے سے تعلق رکھنا اس کی ترقی کے رستہ میں حارج نہیں ہوسکتا، (کوئی روک نہیں بن سکتا) اور اصل معیار بہر صورت تقویٰ اور ذاتی قابلیت پر مبنی ہے۔''

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 683)

''پھر اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ آپؐ نے اپنی حقیقی پھوپھی کی لڑکی زینب بنت جحشؓ کو زید بن حارثہؓ سے بیاہ دیا اور عجیب کرشمہ یہ ہے کہ سارے قرآن میں اگر کسی صحابی کا نام مذکور ہوا ہے تو وہ یہی زید بن حارثہؓ ہیں۔''

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 398-399)

غلاموں کی اسلامی طریق پر آزادی کے بارے میں آپؓ مزید لکھتے ہیں کہ ''اسلامی طریق پر آزاد ہونے والے لوگوں میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی نظر آتی ہے جو ہر قسم کے میدان میں ترقی کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچے ہیں اور جنہوں نے مختلف شعبوں میں مسلمانوں میں لیڈر ہونے کا مرتبہ حاصل کیا............ صحابہؓ میں زید بن حارثہؓ ایک آزاد شدہ غلام تھے مگر انہوں نے اتنی قابلیت پیدا کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قابلیت کی وجہ سے بہت سی اسلامی مہموں میں انہیں امیر العسکر ''(یعنی پورے لشکر کا امیر)'' مقرر فرمایا اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابی حتیٰ کہ خالد بن ولیدؓ جیسے کامیاب جرنیل بھی ان کی ماتحتی میں رکھے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 403)

حضرت زیدؓ غزوۂ بدر، احد، خندق، حدیبیہ، خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ حضرت زیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہر تیر اندازوں میں سے شمار ہوتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ مُرَیْسِیْع (یہ غزوۂ بنو مصطلق کا دوسرا نام ہے) جو سیرۃ الحلبیہ کے مطابق شعبان 5ر ہجری میں ہوا تھا، اس کے لیے جانے لگے تو آپؐ نے حضرت زیدؓ کو مدینہ کا امیر مقرر فرمایا۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی اور نو ایسے سرایا میں شامل ہوا (وہ جنگیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکروں میں شامل نہیں ہوئے تھے) جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر حضرت زید بن حارثہؓ کو امیرِ لشکر مقرر کیا تھا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ کو جب بھی کسی لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا تو ہر دفعہ اس لشکر کا امیر ہی مقرر فرمایا اور حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اگر حضرت زیدؓ بعد میں بھی زندہ رہتے تو آپؐ انہی کو امیر مقرر فرماتے۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 33، زید الحب بن حارثہؓ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(السیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 377-378، باب غزوہ بنی المصطلق، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سیرت خاتم النبیینؐ میں غزوۂ سَفَوَان جسے غزوۂ بدر اولیٰ بھی کہتے ہیں جو جمادی الآخر 2ر ہجری میں ہوا۔ اس کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ غزوۂ عُشَیْرَہ کے بعد ''ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں تشریف لائے دس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ مکہ کے ایک رئیس کُرز بن جَابِر فِہری نے قریش کے ایک دستے کے ساتھ کمال ہوشیاری سے مدینہ کی چراگاہ پر جو شہر سے صرف تین میل پر تھی اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹ وغیرہ لوٹ کر چلتا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ہوئی تو آپؐ فوراً زید بن حارثہؓ کو اپنے پیچھے امیر مقرر کر کے اور مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اس کے تعاقب میں نکلے اور سَفَوَان تک جو بدر کے پاس ایک جگہ ہے اس کا پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا۔ اس غزوہ کو غزوۂ بدر الاولیٰ بھی کہتے ہیں۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے، صفحہ 330)

جس کی پہلے وضاحت کی تھی اور جو غزوۂ عُشَیْرَہ ہے اس کے بارے میں مختصر بتا دوں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے بد ارادوں کی خبر ملی تو آپؐ یہ خبر سن کر مدینہ سے نکلے اور ساحلِ سمندر کے پاس عُشَیْرَہ مقام تک پہنچے۔ گو قریش سے وہاں مقابلہ نہیں ہوا لیکن وہاں قبیلہ بنو مدلج کے ساتھ بعض شرائط پر آپس میں امن کا معاہدہ ہوا اور اس کے بعد آپؐ مدینہ تشریف لے آئے۔ تو عُشَیْرَہ سمندر کے کنارے مقام تھا۔ وہاں آپؐ خبر سن کے گئے تھے کہ کافر وہاں جمع ہو رہے ہیں اور شاید فوج اکٹھی ہو رہی ہے تو آپؐ نے سوچا کہ وہیں باہر نکل کے ان کا مقابلہ کیا جائے لیکن بہرحال جنگ نہیں ہوئی اور اس سفر کا یہ فائدہ ہوا کہ ایک قبیلے سے آپؐ کا امن کا معاہدہ ہو گیا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 329)

غزوہ اور سَرِیَّہ کے بارے میں بھی یہ وضاحت کر دوں۔ بعضوں کو نہیں پتا ہوگا کہ غزوہ اسے کہتے ہیں جس مہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہوئے اور سَرِیّہ یا بعث اسے کہتے ہیں جس میں آپؐ شامل نہیں ہوئے۔ غزوہ اور سَرِیّہ دونوں میں یہ بھی واضح ہو جائے کہ تلوار کے جہاد کے لیے نکلنا ضروری نہیں ہے بلکہ ہر وہ سفر جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی حالت میں شریک ہوئے ہوں وہ غزوہ کہلاتا ہے خواہ وہ خصوصیت سے لڑنے کی خاطر نہ بھی کیا گیا ہو لیکن بعد میں مجبوری سے جنگ کرنی پڑی ہو۔ اسی طرح سَرِیّہ بھی ہے۔ پس ہر غزوہ اور سَرِیّہ لڑائی کی مہم کا ہی نہیں ہوتا۔ غزوۂ عُشَیْرَہ میں بھی جیسا کہ بیان ہوا کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 327)

جب جنگِ بدر ختم ہوگئی تو ''بدر سے روانہ ہوتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ کو مدینہ کی طرف روانہ فرمایا تا کہ وہ آگے آگے جا کر اہلِ مدینہ کو فتح کی خوشخبری پہنچاویں۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ سے پہلے پہنچ کر مدینہ والوں کو فتح کی خبر پہنچائی جس سے مدینہ کے صحابہ کو اگر ایک طرف اسلام کی عظیم الشان فتح ہونے کے لحاظ سے کمال درجہ خوشی ہوئی تو اس لحاظ سے کسی قدر افسوس بھی ہوا کہ اس عظیم الشان جہاد کے ثواب سے وہ خود محروم رہے۔ اس خوشخبری نے اس غم کو بھی غلط کر دیا جو زید بن حارثہؓ کی آمد سے تھوڑی دیر قبل مسلمانانِ مدینہ کو عموماً اور حضرت عثمانؓ کو خصوصاً رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہنچا تھا جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے بیمار چھوڑ کر غزوۂ بدر کے لیے تشریف لے گئے تھے اور جن کی وجہ سے حضرت عثمانؓ بھی شریکِ غزوہ نہیں ہو سکے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 367)

حضرت زید بن حارثہؓ کے ایک سَرِیّہ جو جمادی الآخر سن 3ر ہجری میں قَرَدَہ کے مقام کی طرف بھیجا گیا تھا، اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ

بَنُو سُلَیْم اور بَنُو غَطَفَان کے حملوں سے کچھ فرصت ملی تو مسلمانوں کو ایک اور خطرہ کے سدِّ باب کے لیے وطن سے نکلنا پڑا۔ اب تک قریش اپنی شمالی تجارت کے لیے عموماً حجاز کے ساحلی راستے سے شام کی طرف جاتے تھے لیکن اب انہوں نے یہ راستہ ترک کر دیا کیونکہ............ اس علاقہ کے قبائل مسلمانوں کے حلیف بن چکے تھے اور قریش کے لیے شرارت کا موقع کم تھا بلکہ ایسے حالات میں وہ اس ساحلی راستے کو خود اپنے لیے خطرے کا موجب سمجھتے تھے۔ بہرحال اب انہوں نے اس راستے کو ترک کر کے نجدی راستہ اختیار کر لیا جو عراق کو جاتا تھا اور جس کے آس پاس قریش کے حلیف اور مسلمانوں کے جانی دشمن تھے، پہلے رستے وہ تھے جن سے مسلمانوں کا معاہدہ ہوا تھا اور اس رستے پر جس کو قریش نے اختیار کیا وہاں ان کے اپنے معاہدے والے تھے اور وہ لوگ اور قبائل آباد تھے جو مسلمانوں کے بھی جانی دشمن تھے جو قبائل سُلَیم اور غَطَفَان تھے۔ چنانچہ جمادی الآخر کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قریشِ مکہ کا ایک تجارتی قافلہ نجدی راستے سے گزرنے والا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر قریش کے قافلوں کا ساحلی راستے سے گزرنا مسلمانوں کے لیے موجبِ خطرہ تھا تو نجدی راستے سے ان کا گزرنا ویسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر اندیشہ ناک تھا کیونکہ برخلاف ساحلی راستے کے اس راستے پر قریش کے حلیف آباد تھے جو قریش ہی کی طرح مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے اور جن کے ساتھ مل کر قریش بڑی آسانی کے ساتھ مدینہ میں خفیہ چھاپہ مار سکتے تھے یا کوئی شرارت کر سکتے تھے اور پھر قریش کو کمزور کرنے اور انہیں صلح جوئی کی طرف مائل کرنے کی غرض کے ماتحت بھی ضروری تھا کہ اس راستے پر بھی ان کے قافلوں کی روک تھام کی جاوے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کے ملتے ہی اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ کی سرداری میں اپنے صحابہ کا ایک دستہ روانہ فرما دیا۔

قریش کے اس تجارتی قافلے میں ابوسُفیان بن حَرْب اور صَفْوَان بن اُمَیَّہ جیسے رؤساء بھی موجود تھے۔ زیدؓ نے نہایت چستی اور ہوشیاری سے اپنے فرض کو ادا کیا اور نجد کے مقام قَرَدَہ میں ان دشمنانِ اسلام کو جا پکڑا اور اس اچانک حملہ سے گھبرا کر قریش کے لوگ قافلہ کے اموال اور جو بھی ان کا مال تھا اس کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور زید بن حارثہؓ اور ان کے ساتھی ایک کثیر مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ میں کامیاب و کامران واپس آئے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے

کلامُ الامام

''اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آجاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

کلامُ الامام

''تمہارا اُسوہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ کوئی تجارت اور بیع وشریٰ انہیں ذکر اللہ سے نہیں روکتا۔''

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 104)

طالبِ دُعا: مقصود احمد ڈار ولد مکرم محمد شہبان ڈار، ساکن شورت، تحصیل وضلع کولگام (جموں کشمیر)

کہ قریش کے اس قافلہ کا راہبر ایک فرات نامی شخص تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوا اور مسلمان ہونے پر رہا کر دیا گیا لیکن دوسری روایتوں سے پتہ لگتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کا جاسوس تھا مگر بعد میں مسلمان ہو کر مدینے میں ہجرت کر کے آ گیا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 465-466)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہؓ ایک سریے سے مدینہ واپس لوٹے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ حضرت زیدؓ آئے اور گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کا استقبال کیا اور انہیں گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا۔

(سنن الترمذی، ابواب الاستئذان، باب ماجاء فی المعانقۃ والقبلۃ، حدیث 2732)

شعبان 5/ہجری میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق کی طرف روانہ ہونے کی تحریک فرمائی تو بعض روایات کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو مدینہ کا امیر مقرر کیا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 558)

غزوۂ خندق کے دن مہاجرین کا جھنڈا بھی حضرت زید بن حارثہؓ کے پاس تھا۔ (الطبقات الکبریٰ، جلد دوم، صفحہ 51، باب غزوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الخندق، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

یہ ذکر شاید ابھی کچھ مزید چلے۔

دوسرے اب میں ذکر کروں گا۔ یہ ایک افسوسناک خبر ہے۔ (جنازہ آ گیا ہوا ہے؟) عزیزہ مریم سلمان گُل جو مبارک احمد صدیقی صاحب کی بیٹی تھیں 17/جون کو 25 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ چند روز قبل ہی ان کی بیماری کا پتہ چلا تھا۔ طبیعت زیادہ خراب ہونے پر ہسپتال داخل کرایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی، جانبر نہیں ہو سکیں۔ عزیزہ بچی کے بارے میں جو بھی ان کے ملنے والے ہیں انہوں نے یہی کہا ہے کہ بڑی ملنسار اور خوش اخلاق بچی تھیں۔ نمازوں کی بڑی پابند تھیں۔ ہمدرد اور خدمت گزار تھیں۔ خلافت سے بڑا محبت کا تعلق تھا اور مرحومہ نے والدین اور شوہر کے علاوہ اپنی یادگار دو بیٹیاں نایاب اور زریاب چھوڑی ہیں۔ نایاب پانچ سال کی ہے اور زریاب ڈیڑھ سال کی۔ لکھنے والے نے لکھا ہے کہ مریم سلمان صاحبہ کی والدہ گل مبارک صاحبہ کو پچھلے چھ ہفتوں میں تین صدمات دیکھنے پڑے یعنی گل مبارک صاحبہ کے ایک بھائی فوت ہوئے۔ پھر بہن پچھلے مہینے مئی میں ہوئیں اور اب ان کی بیٹی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ خدا تعالیٰ ان کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

مریم سلمان صاحبہ اپنی جماعت اپسم (Epsom) کی سیکرٹری نومبائعات تھیں۔ بڑی خوش اخلاق، ہنس مکھ اور مستحق افراد کی باقاعدگی سے مدد کرنے والی تھیں۔ ان کے حلقہ کی صدر لجنہ کہتی ہیں کہ عزیزہ مریم سلمان سیکرٹری نومبائعات کے طور پر بہت اچھا اور مثالی کام کر رہی تھیں اور نئی احمدی ہونے والی خواتین سے ایسا پیار کا تعلق قائم رکھتی تھیں کہ نئی احمدی خاتون کو جماعت کے نظام سے خود بخود محبت ہو جاتی تھی۔ ایک نئی احمدی خاتون فریدہ نیلسن کہتی ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جب میں پہلی بار میٹنگ پر گئی تو مجھے فکر تھی کہ میں خود کو الگ تھلگ محسوس کروں گی لیکن مجھے دیکھتے ہی مریم کے چہرے پر ایک بڑی مسکراہٹ آ گئی اور مسکراہٹ لیے میری طرف بڑھی۔ مجھے گلے لگایا اور سارا وقت میرے ساتھ بیٹھی رہی۔ پھر اس کے بعد بھی گھر میرے لیے چاکلیٹ کا تحفہ لے کے آئی اور مجھے جماعت کی اور خلافت کی برکات بتاتی رہی۔ اسی طرح ایک اور نئی احمدی خاتون نومبائعہ عندلیب صاحبہ ہیں۔ وہ بھی کہتی ہیں کہ میرے خیال میں ہر سیکرٹری نومبائعہ کو مریم کی طرح ہونا چاہیے کیونکہ مجھے یاد ہے کہ جب میری پہلی ملاقات مریم سے ہوئی تو وہ مجھے گلے لگا کر اتنے پیار اور محبت سے ملی کہ مجھے لگا کہ مجھے ایک پیار کرنے والی بہن مل گئی ہے۔ وہ میرے گھر میں میرے لیے اور میرے بچوں کیلئے چھوٹے چھوٹے تحائف لے کر آتی تھیں۔ فون کے ذریعہ اور ملاقات کے ذریعہ ہر وقت مجھ سے رابطے میں رہتی تھیں۔ دوستوں اور لوگوں میں باتوں باتوں میں اکثر خلافت کی برکات اور نظام جماعت کے بارے میں بتاتی رہتی تھیں۔ نومبائعات کی بہترین دوست بنتی تھیں۔ ان کی مدد کرتی تھیں جس سے جماعت کے پروگراموں میں جانے کا شوق پڑ گیا اور اب یہ نومبائعہ کہتی ہیں کہ اس بچی کی تربیت کی وجہ سے، اب میں اس حلقے کی جنرل سیکرٹری بن چکی ہوں اور اپنی معمولی جیب خرچ سے بچت کر کے وہ خدمتِ خلق بھی کرتی رہتی تھی۔

عزیزہ مریم کے والد مبارک صدیقی صاحب لکھتے ہیں۔ بڑی باقاعدگی سے خطبات سنتی تھی۔ ہر کام میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتی تھی۔ وفات سے ایک دو دن قبل مجلسِ شوریٰ تھی اور مریم آئی سی یو میں تھی اور میں نے اس سے کہا کہ میں لکھ کر شوریٰ نہ اٹنڈ (attend) کرنے کی اجازت لے لیتا ہوں لیکن مریم کہنے لگی کہ نہیں۔ آپ میری فکر نہ کریں اور میری وجہ سے جماعت کا پروگرام نہیں چھوڑنا اور شوریٰ میں شامل ہوں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہم نے یہی عہد کیا ہوا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ انگریزی نظمیں بھی لکھتی تھی اور ایک انگریزی نظم کا خلاصہ کچھ یہ ہے کہ جب بھی تم نیکی کا کوئی کام کرنا شروع کرو گے تو تمہیں بہت مشکلات آئیں گی اور لوگ تمہارے خلوص پر شک کریں گے۔ لوگوں کو اپنا کام کرنے دو اور تم اپنا نیکی کا کام کرتے جاؤ۔ اسی طرح انہوں نے خلافت پر ایک نظم اردو میں بھی لکھی تھی۔

سینٹ جارجز (Georges.St) ہسپتال لندن میں جہاں داخل تھیں وہاں ان کی جو نرس تھی وہ ایک جرمن عورت تھی۔ وہ کہتی ہے کہ مریم سے باتیں کر کے مجھے لگتا تھا کہ میں کسی فرشتے سے مل رہی ہوں۔ گرمیوں میں جب یہاں زیادہ گرمی ہوتی تھی تو اپنے فریج میں پانی کی بوتلیں رکھ دیتیں۔ پھر چھٹی والے دن بچیوں کے ساتھ باہر بیٹھ کے لوگوں کو پانی پلانے کیلئے اوپر لکھ دیتی تھیں کہ بغیر کسی قیمت کے مفت پانی ہے اور انگریز بہت سارے آتے تھے اور سٹال دیکھ کر رک جاتے تھے، چیزیں لیتے تھے۔ ایک انگریز عورت کا انہوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے مریم سے پوچھا کہ یہ خیال تمہیں کیسے آیا کہ گھر کے باہر تم میز پہ یہ چیزیں پانی اور چاکلیٹ وغیرہ رکھ کے اوپر لکھ دیتی ہو کہ مفت ہے، لے جاؤ۔ کہنے لگی کہ بچوں کو سکول سے ایک ہفتہ چھٹیاں ہیں اور میں نے بچوں کی تفریح کیلئے سارا ہفتہ ایسا ہی سٹال لگانا ہے۔ وہ انگریز کہنے لگی کہ میں تفریح اور سکون کیلئے بچوں پر ہزاروں پاؤنڈ خرچ کر کے دُور دراز لے کے جاتی ہوں اور مجھے سکون نہیں ملتا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ اصل خوشی اس طرح گھر بیٹھے حاصل ہو سکتی ہے کہ لوگوں کی خدمت کی جائے۔

ہمیشہ سلام کرنے اور دوسروں کا حال پوچھنے میں پہل کرتی تھیں اور اگر کسی واقف کار سے یا اپنے محلے کے لوگوں سے کچھ دن بات نہ ہوتی تو میسیج کر کے حال پوچھتیں۔ ایک یہ بھی خوبی تھی کہ ہمیشہ دوسروں میں اچھی باتیں تلاش کرتی تھیں اور پھر ان اچھی باتوں کو appreciate کرتی تھیں۔ ہمیشہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ پر بہت توکل کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بہت شکر کرنے والی بچی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور جس طرح اس بچی نے اپنے خدا سے امید رکھی تھی اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس سے اپنے پیار کا سلوک فرمائے اور اپنے پیار کی آغوش میں لے لے۔ اس کے درجات بلند فرماتا رہے اور اس کی بچیوں کو بھی ہمیشہ اپنی حفاظت اور پناہ میں رکھے اور تمام وہ دعائیں جو اس نے اپنی بچیوں کے لیے کی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اس کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر کامل شرح صدر سے راضی ہوں اور اس کی بچیوں کی مثالی رنگ میں پرورش کرنے والے ہوں اور ان کی مدد کرنے والے ہوں۔ ان کے خاوند کو بھی بچیوں کو ماں اور باپ دونوں کا پیار دینے والا بنائے۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرماتا رہے۔

ابھی جمعہ کے بعد ان شاء اللہ عزیزہ مرحومہ بچی کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا سب اس میں شامل ہوں۔ جنازہ مَیں باہر جا کر پڑھاؤں گا اور آپ لوگ جو اندر ہیں وہ یہیں اندر رہیں گے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ کیلئے جب دین خالص ہوگا، عبادت خالص ہوگی تو تزکیہ نفس بھی ہوگا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/مئی 2019)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

چاہیے کہ ہم ہر معاملے میں خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے کی کوشش کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/مئی 2019)

طالب دعا: محمد گلزار اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

”خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں

وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے، ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے

ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو، اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں وہ خالص تقویٰ کو چاہتا ہے جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔“

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 31، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

طالب دعا:

SYED IDRIS AHMED s/o SYED MANSOOR AHMED & FAMILY

Jama'at Ahmadiyya Tiruppur (Tamil Nadu)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان افروز واقعات کا دلگداز و دلنشین تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 23 رنومبر 2018 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت سنان بن ابی سنان کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت سنان بن ابی سنان بنو اسد قبیلہ سے تھے۔ غزوہ بدر، احد، خندق اور حدیبیہ سمیت تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ حضرت سنانؓ کبار مہاجرین صحابہ میں سے تھے۔ طلیحہ بن خویلد نے دعویٰ نبوت کیا تو سب سے پہلے حضرت سنانؓ نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھ کر خبر دی جو اس وقت بنو مالک پر عامل تھے۔

سوال بیعت رضوان کے موقع پر حضرت سنان نے کس چیز پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بیعت رضوان میں جب آنحضرت ﷺ نے لوگوں کی بیعت لینی شروع کی تو حضرت سنانؓ نے بھی ہاتھ بڑھایا کہ میری بیعت لیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کس چیز پر بیعت کرتے ہو۔ حضرت سنانؓ نے عرض کیا کہ جو آپؐ کے دل میں ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرے دل میں کیا ہے؟ تمہیں پتہ ہے؟ صحابہ پر آنحضرت ﷺ کی صحبت کا بھی اثر تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ فتح مند ہونا یا شہادت پانا۔ اس پر دوسرے لوگوں نے بھی کہنا شروع کر دیا کہ ہم بھی اسی بات پر بیعت کرتے ہیں جس پر حضرت سنانؓ بیعت کرتے ہیں۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہجع رضی اللہ عنہ کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مہجع حضرت عمرؓ کے غلام تھے۔ ان کے والد کا نام صالح تھا۔ غزوۂ بدر میں یہ سب سے پہلے شہید تھے۔ ان کا تعلق یمن سے تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو آزاد کر دیا تھا۔ آپ اوّل المہاجرین میں سے تھے۔ شہید ہوتے وقت آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ انا مہجع والی ربی ارجع۔ کہ میں مہجع ہوں اور اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والا ہوں۔

سوال حضرت مہجع کے متعلق قرآن مجید میں کون سی آیت نازل ہوئی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مہجع ان لوگوں میں شامل تھے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الانعام:53) اور تو ان لوگوں کو نہ دھتکار جو اپنے رب کو اس کی رضا چاہتے ہوئے صبح بھی پکارتے ہیں اور شام کو بھی پکارتے ہیں۔ انکے علاوہ اس میں مندرجہ ذیل اصحاب بھی شامل تھے۔ حضرت بلالؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ، حضرت خبابؓ، حضرت عتبہؓ بن غزوان، حضرت اوسؓ بن خولی، حضرت عامرؓ بن فہیرہ۔

سوال حضور انور نے حضرت حاطب بن عمرو بن عبد شمس کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت حاطب کی کنیت ابو حاطب تھی۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو عامر بن لؤی سے تھا۔ ان کی والدہ اسماء بنت حارث بن نوفل تھیں جو قبیلہ اشجع سے تھیں۔ حضرت سہیل بن عمرو، حضرت سلیط بن عمرو اور حضرت سکران بن عمرو آپ کے بھائی تھے۔ آپ کے بیٹے عمرو بن حاطب تھے۔ آغاز اسلام میں آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تبلیغ سے اسلام لائے تھے۔ حبشہ کی سرزمین کی طرف دو دفعہ ہجرت کی۔ مدینہ ہجرت کے بعد حضرت رفاعہ بن عبد المنذر کے گھر میں آپ اُترے۔ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں بھی شریک ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر ہونے والی بیعت رضوان میں بھی یہ شریک تھے۔

سوال حضور انور نے حضرت سودہؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی کیا تفصیل بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس شادی کی تفصیل طبقات الکبریٰ میں اس طرح درج ہے کہ حضرت سودہؓ کے خاوند اول حضرت سکران بن عمرو جو کہ حضرت حاطب بن عمرو کے بھائی تھے ان کی حبشہ سے مکہ واپسی پر وفات ہو گئی۔ جب حضرت سودہؓ کی عدت پوری ہوئی تو آنحضرتؐ نے ان کی طرف نکاح کا پیغام بھجوایا۔ حضرت سودہ نے عرض کیا کہ میرا معاملہ آپؐ کے سپرد ہے۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اپنی قوم میں سے کوئی مرد مقرر کریں کہ وہ آپ کی شادی مجھ سے کروائے۔ اس پر حضرت سودہ نے حضرت حاطب بن عمرو کو مقرر کیا۔ اس طرح حضرت حاطب نے حضرت سودہؓ کی آنحضرتؐ کے ساتھ شادی کروائی۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو خُزیمہ بن اوس، حضرت تمیم مولیٰ خراش اور حضرت منذر بن قدامہ کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو خُزیمہ بن اوس کی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود تھا۔ حضرت مسعود بن اوس آپ کے بھائی تھے۔ آپ نے غزوۂ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی۔ انکی وفات حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ حضرت تمیم حضرت خراش کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے اور حضرت خباب کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ آپنے غزوہ بدر اور احد میں شرکت کی۔ حضرت منذر بن قدامہ کا تعلق قبیلہ بنو غنم سے تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں شرکت کی۔ ان کو بنو قینقاع کے قیدیوں پر مقرر کیا گیا تھا۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حارث بن حاطب کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت حارث بن حاطب کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام اُمامہ بنت صامت تھا۔ آپ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ حضرت حارث بن حاطب اور حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر حضور ﷺ کے ہمراہ غزوۂ بدر کیلئے جا رہے تھے کہ روحاء کے مقام پر آنحضرتؐ نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ کا حاکم جبکہ حضرت حارث بن حاطب کو قبیلہ بنو عمرو بن عوف کا امیر بنا کر مدینہ واپس بھجوا دیا اور ان دونوں کو اصحاب بدر میں شامل فرماتے ہوئے مال غنیمت میں سے بھی حصہ دیا۔ غزوہ خیبر میں جنگ کے دوران ایک یہودی نے قلعہ کے اوپر سے تیر مارا جو کہ حضرت حارث بن حاطب کے سر پر لگا جس سے آپ شہید ہو گئے۔

سوال حضور انور نے حضرت عقبہ بن وہب کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عقبہ بن وہب کو ابن ابی وہب بھی کہا جاتا ہے۔ غزوۂ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں آنحضور ﷺ کے ساتھ شامل تھے۔ مدینہ میں یہود کا ایک وفد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تبلیغ کی جس کا انہوں نے کھلے طور پر انکار کیا۔ اس پر جن صحابہ نے انہیں اس کھلے انکار پر ملامت کی ان میں حضرت عقبہ بن وہب بھی شامل تھے۔

سوال مدینہ میں یہود کا جو وفد آنحضرت ﷺ سے ملنے آیا تھا اس سے آنحضرت ﷺ کی کیا بات چیت ہوئی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نعمان بن اَضا، بحری بن عمرو اور شائس بن عدی آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات چیت کی اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا، اسلام کی دعوت دی اور اس کے عذاب سے انہیں ڈرایا جس پر انہوں نے کہا کہ اے محمد (ﷺ) ہمیں آپ کس بات سے ڈراتے ہیں؟ ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔ اس پر حضرت عقبہ بن وہب نے انہیں کہا اے گروہِ یہود اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ کی قسم تم جانتے ہو کہ وہ رسول اللہ ہیں۔ تم خود ہمارے سامنے ان کی بعثت سے پہلے اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ اس پر رافع بن حُریملہ نے کہا کہ ہم نے تو تمہیں یہ نہیں کہا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے بعد کوئی کتاب نازل کی ہے نہ کرنی ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے بعد کوئی بشارت دینے والا اور نہ ہی کوئی ڈرانے والا بھیجا ہے نہ بھیجنا ہے۔

سوال حضور انور نے حضرت حبیب بن اسود، حضرت عُصَیمہ، حضرت رافع بن حارث اور حضرت رُخیلہ بن ثعلبہ انصاری کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت حبیب بن اسود انصار کے قبیلہ بنو حرام کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ جنگ بدر اور احد میں شامل ہوئے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ حضرت عُصَیمہ انصاری کا تعلق قبیلہ بنو اشجع سے تھا۔ بنو غنم بن مالک بن نجار کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر، احد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔ آپ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے دور میں وفات پائی۔ حضرت رافع بن حارث کا تعلق انصار کے قبیلہ بنو نجار سے تھا۔ غزوہ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت رافع بن حارث کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حارث تھا۔ حضرت رُخیلہ بن ثعلبہ انصاری کے والد کا نام ثعلبہ بن خالد تھا۔ غزوہ بدر اور احد میں یہ شریک ہوئے۔ ان کا تعلق قبیلہ خزرج کی ایک شاخ بنو بیاضہ سے تھا۔ آپ جنگ صفین میں حضرت علی کے ہمراہ تھے۔

سوال بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر کن کن اشخاص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بیعت عقبہ اولیٰ میں قبیلہ بنو نجار کے چھ آدمی تھے۔ اسعد بن زُرارہ، عوف بن حارث بن رفاعہ بن عفراء، رافع بن مالک بن عجلان، قطبہ بن عامر بن حدیدۃ، عقبہ بن عامر بن نابی بن زید اور جابر بن عبداللہ بن رئاب۔ جب یہ لوگ مدینہ آئے تو انہوں نے مدینہ والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور پھر وہاں تبلیغ کی۔

سوال حضور انور نے حضرت ثابت بن اقرم بن ثعلبہ کے کیا حالات بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ثابت بن اقرم بن ثعلبہ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک رہے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں مسجد میں اپنا گھر بنانے کیلئے جگہ دی۔ جنگ موتہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کے بعد اسلامی جھنڈا حضرت ثابت بن اقرم نے اٹھایا اور کہا کہ اے مسلمانوں کے گروہ! اپنے میں سے کسی ایک شخص کو اپنا سردار مقرر کرو۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کو مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا۔ اس پر لوگوں نے حضرت خالدؓ بن ولید کو اپنا سردار مقرر کر لیا۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلمہ بن سلامہ کے بچپن کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے خاندان کے چند آدمیوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک یہودی عالم وہاں آ گیا اور اس نے ہمارے سامنے قیامت اور حساب اور میزان اور جنت اور دوزخ کا ذکر شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ مشرک اور بت پرست جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ ان لوگوں نے اس یہودی عالم سے پوچھا کہ کیا واقعی لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے؟ اور اپنے اعمال کا بدلہ پائیں گے۔ اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کی نشانی کیا ہے؟ اس پر اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس جگہ سے ایک نبی آئے گا۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کب آئے گا؟ تو اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اگر اس لڑکے نے عمر پائی تو یہ ضرور اس نبی کو دیکھے گا۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کو کچھ سال ہی گزرے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی ہمیں اطلاع ملی اور ہم سب ایمان لے آئے۔ اس وقت وہ یہودی عالم بھی زندہ تھا مگر حسد کی وجہ سے وہ ایمان نہیں لایا اور ہم نے اس کو کہا کہ تم ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبریں سنایا کرتے تھے اب خود ہی ایمان نہیں لائے۔ اس پر اس نے کہا کہ یہ وہ نبی نہیں ہے جس کا میں نے ذکر کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ آخر وہ شخص اسی طرح کفر کی حالت میں مر گیا۔

......☆......☆......☆......

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items

Mob: 9647960851 9082768330

Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18

طالب دعا : جانِ عالم شیخ

(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیر بھوم۔ بنگال)

بقیہ خطاب از صفحہ نمبر 2

پس تمام مخالفتوں کے باوجود جو اپنوں اور غیروں یعنی مسلمان علماء اور ان کے زیر اثر مسلمان حکومتوں اور لوگوں کی طرف سے ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور اسی طرح غیر مذاہب کی طرف سے بھی یا غیر طاقتوں کی طرف سے بھی، اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے نور کو دنیا میں پھیلاتا چلا جا رہا ہے۔ لاکھوں لوگ ہر سال ان تمام مخالفتوں کے باوجود اور علماء کے مکروں اور حیلوں کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اور ان کی شمولیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کیلئے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنے کے ایسے ایسے واقعات ہیں کہ ہر سننے والے کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین بڑھتا چلا جاتا ہے۔ صرف اس سال کے بعض واقعات میں اس وقت آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

غانا سے ہمارے ایک مبلغ بلال صاحب لکھتے ہیں کہ اَپر ایسٹ ریجن کے ایک گاؤں زوگا (Zoga) میں ہمارے تین لوکل معلمین تبلیغ کیلئے گئے اور جس گھر میں ان کی رہائش کا بندوبست ہوا وہاں ایک غیر مسلم عمر رسیدہ عورت آوینی اڈورزیلے (Awini Adorzele) رہتی ہیں۔ وہ ان معلمین کے آنے پر بہت خوش ہوئی۔ اس عورت نے بتایا کہ میں نے سات سال پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ تین آدمی جو دینی علم سکھانے کیلئے آئے ہیں میرے گھر آئے ہیں اور میں انہیں پانی پلاتی ہوں اور یہ معلم پھر گاؤں کے بچوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور ان کو مذہبی تعلیم دیتے ہیں اور ان کو نماز پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ یہ کہتی ہیں کہ یہ تمام واقعات عین اسی طرح پیش آئے جس طرح مَیں نے سات سال پہلے دیکھا تھا۔ ان معلمین نے اسی طرح گاؤں کے بچوں کو اکٹھا کیا۔ ان کو اسلامی تعلیمات دیں۔ نمازوں کی امامت کروائی۔ یہ سب کچھ دیکھ کر اس گاؤں سے اس عورت اور اسکے خاندان سمیت 92/افراد نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ اور یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تھوڑے عرصہ میں ایک جماعت کا قیام عمل میں آ گیا۔ اب کیا یہ کسی انسان کا کام ہے کہ سات سال پہلے افریقہ کے ایک دور دراز علاقے میں رہنے والی ایک عورت کو جو مسلمان بھی نہیں ہے اللہ تعالیٰ خواب دکھاتا ہے اور پھر سات سال کے بعد وہ خواب اسی طرح پوری ہو جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے 92/افراد کے دل میں ڈالتا ہے کہ تمہارے پر جو اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے اسے قبول کرو اور وہ قبول کر لیتے ہیں۔

پھر بینن کے ریجن لوکاسا کے معلم دیسی صاحب کہتے ہیں کہ ہم ایک گاؤں میں تبلیغ کیلئے گئے تو وہاں بعض مسلمانوں نے ہمیں گالیاں دینی شروع کر دیں اور نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بھی غلط الفاظ استعمال کرتے رہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ یہی کہتے ہیں ناں کہ گالیاں دیتے ہیں دکاندار ہے، بے دین ہے، کافر ہے۔ بہرحال یہ لوگ اسی طرح گالیاں دیتے ہیں۔ چنانچہ ہم وہاں سے واپس آ گئے اور گاؤں سے نکل کر راستے میں نماز ادا کی اور دعا کی کہ اے اللہ آج ہم تیرے مسیح کا پیغام پہنچانے کیلئے نکلے ہیں ہمیں ناکام مت لوٹا نا چنانچہ کہتے ہیں جونہی ہم نے نماز ختم کی ہم نے دیکھا ایک شخص ہمارے انتظار میں کھڑا تھا۔ ہم نے اپنا تعارف کرایا تو کہنے لگا کہ ساتھ ہی میرا گاؤں ہے۔ کیا آپ میرے گاؤں چل سکتے ہیں؟ ہم اس شخص کے گاؤں پہنچے تو اس نے گاؤں کے کافی افراد کو جمع کر لیا جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچایا گیا۔ یہ معلم صاحب کہتے ہیں کہ اس تبلیغ کے نتیجہ میں اس دن 65/افراد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے اور یوں اس گاؤں میں پودا لگ گیا۔ اب جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ گالیاں ہی دیتے ہیں لیکن کیا ان گالیوں سے اللہ تعالیٰ کا نور ختم ہو سکتا ہے۔ کبھی نہیں۔ ایک جگہ سے گالیاں پڑیں تو دوسری جگہ جہاں ان احمدی لوگوں اور معلم کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہاں کا ایک شخص خود آ جاتا ہے یا اللہ تعالیٰ اسے بھیجتا ہے کہ تم لوگوں کی فطرت سعید ہے جاؤ میرے مسیح کے پیغام پہنچانے والے آئے ہوئے ہیں انہیں اپنے گاؤں میں لاؤ اور اس پیغام کو قبول کرو اور سنو اور قبول کرو۔

پھر ایک مثال ہے اللہ تعالیٰ کس طرح تبلیغ کرنے والوں کی مایوسی کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے پھل عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے برکینا فاسو کے ریجن بوبو کے معلم سیندے صاحب لکھتے ہیں کہ ہم نے ایک گاؤں میں کافی تبلیغ کی مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جاتے ہوئے میں نے چند لوگوں کو کہا کہ آپ جب شہر آئیں تو میرے گھر ضرور آنا۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد ان میں سے ایک آدمی الحسن ہمارے گھر آئے تو مَیں نے اسے ایم ٹی اے لگا دیا اور تھوڑی ہی دیر بعد جب ایم ٹی اے پر میرا خطبہ یا کوئی پروگرام آ رہا تھا مجھے اس میں دیکھا تو کہنے لگا اس شخص کو تو میں نے پہلے خواب میں دیکھا ہے۔ چنانچہ وہ اسی وقت بغیر کسی دلیل کے احمدیت میں داخل ہو گیا اور واپس اپنے گاؤں جا کر گاؤں والوں کو بتایا اور گاؤں کے کافی لوگوں نے اس بات پر احمدیت کو قبول کیا اور خدا کے فضل سے وہاں ایک مضبوط جماعت قائم ہو چکی ہے۔

پھر آصف صاحب مبلغ سلسلہ لائبیریا کہتے ہیں کہ کیپ ماؤنٹ کاؤنٹی کے ایک گاؤں مامبو میں احمدیت کے نفوذ کی کئی بار کوشش کی گئی لیکن وہاں کے مولویوں کی مخالفت کی وجہ سے یہ کوششیں کامیاب نہیں ہو سکیں۔ ہر دفعہ جب جاتے تھے تو مولوی جیسی انکی عادت ہے۔ ٹولہ بن کے اور گالیاں دیتے ہوئے آ جاتے تھے۔ کہتے ہیں کچھ عرصہ قبل اس گاؤں کے ایک فرد محمد الفرید ثانی سے ملاقات ہوئی یہ گورنمنٹ ٹیچر ہیں اور دمشق سے تعلیم حاصل کر کے آئے ہیں اور اس گاؤں میں اپنی فیملی کے ساتھ رہتے ہیں۔ انکو جماعت احمدیہ کے بارے میں تفصیلاً آگاہی دی گئی۔ بتایا گیا اور نظام جماعت اور عقائد کے بارے میں سمجھایا گیا۔ موصوف نے جماعتی پروگرامز اجتماعات اور جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو احمدیت کی طرف مائل کیا۔ انہوں نے اپنے گاؤں میں خود ہی احمدیت کا پیغام پہنچایا اور تبلیغ شروع کر دی۔ خدا تعالیٰ نے ان کی کوششوں میں برکت ڈالی جسکے نتیجہ میں وہاں 50/افراد نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی اور یہاں بھی نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ عام طور پر جو لوگ عرب ملکوں سے پڑھ کر آتے ہیں انہیں اپنی عربی دانی اور علم پر بڑا زعم ہوتا ہے کہ ہم دین کا علم سیکھ کے آئے ہیں۔ اور بہت کم ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سعید فطرت بنایا ہے اور جو بات سنتے بھی ہیں۔ لیکن ان کی بھی کوئی ادا اللہ تعالیٰ کو پسند آئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی۔

پھر خواب کے ذریعہ سے ہی قبولیت احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے مبلغ گھانا بلال صاحب کہتے ہیں کہ گھانا کے اَپر ایسٹ ریجن کے ایک گاؤں میں ہم تبلیغ کیلئے گئے وہاں ہم کسی آدمی کو نہیں جانتے تھے اور نہ ہی اس گاؤں میں کوئی مسلمان تھا۔ ہم نے ایک آدمی جس کا نام امبا تھا اس سے چیف کے گھر کا پتہ پوچھا۔ وہ ہمیں اس طرح ملا گویا کہ ہمارا انتظار کر رہا ہو۔ وہ آدمی مسلمان بھی نہیں ہے لیکن مسلمانوں کا انتظار کر رہا تھا اور ساتھ ہی چیف کے پاس لے گیا۔ ہم نے چیف سے اس گاؤں میں تین دن رہنے اور تبلیغ کرنے کی اجازت مانگی جو اس نے بخوشی دے دی۔ اس پر امبا نے ہمارے رہنے کا بھی انتظام کر دیا اور کہتے ہیں اگلے دو دن تو موسلا دھار بارش ہوتی رہی اور ہم کوئی پروگرام نہ کر سکے، تبلیغ نہ کر سکے۔ اور دو دن کے بعد جب تبلیغ کی تو تبلیغ کے بعد امبا صاحب نے کہا کہ وہ اسلام قبول کرنے کیلئے تیار ہیں اور بیعت کر لی۔ پھر انہوں نے ہمیں اپنے کچھ خواب سنائے۔ انہوں نے بتایا کہ 1999ء میں خواب میں دیکھا کہ وہ مسلمانوں کے بہت بڑے اجتماع میں ہیں اور مسلمان علماء کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر ایک دوسرے خواب میں دیکھا کہ ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں اور نماز کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے ہیں اور امبا نے اپنا ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر رکھا ہے۔ ایک مرتبہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں اور وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں۔ تو کہتے ہیں میں نے ان کو کہا خوابوں کی تعبیر یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی ہو چکی ہے اور ان کی بیعت کی طرف اشارہ ہے اور ان کے ماننے سے ہی صحیح اسلام پر قائم ہو سکتے ہو۔ پھر یہ بھی اسے بتایا کہ گھانا میں ہر سال ایک بہت بڑا جلسہ ہوتا ہے، مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے، جلسہ سالانہ۔ اس پر امبا صاحب بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ میں کچھ عرصہ سے کافی پریشان تھا۔ لیکن جب آپ لوگوں کو گاؤں میں دیکھا تو مجھے پتہ چل گیا کہ اب میری ساری خوابیں پوری ہو جائیں گی۔ اسکے بعد گاؤں کے چیف کے پاس گئے۔ اس نے بھی اسلام قبول کر لیا اور کہنے لگا کہ جب آپ لوگوں کے آنے سے اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش برسائی جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کا پیغام سچا ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے گاؤں میں 18/افراد نے بیعت کی۔ اس طرح یہاں نئی جماعت کا قیام عمل میں آیا اور ان کی تربیت بھی اب ہو رہی ہے۔

پھر خواب کے ذریعہ سے ہی قبول احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے مالی سے جو افریقہ کا ایک اور ملک ہے وہاں سکاسو ریجن کے مبلغ بلال صاحب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ایک نوجوان ہمارے مشن ہاؤس آئے اور کہنے لگے کہ میں بیعت کرنی چاہتا ہوں۔ ان سے بیعت کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ میرا بھائی گزشتہ دو سال سے احمدی ہے اور اس نے گھر میں امام مہدی علیہ السلام کی تصویر بھی لگائی ہوئی ہے اور میں آپ لوگوں کا ریڈیو بھی سنتا ہوں اور مجھے اس کے پروگرام اچھے بھی لگتے ہیں۔ یہ پہلے بھی مسلمان تھے۔ میں آپ لوگوں کو حق پر سمجھتا ہوں۔ مخالفت مجھے کوئی نہیں۔ میں آپ لوگوں کو بالکل صحیح سمجھتا ہوں لیکن اسکے باوجود مجھے بیعت کرنے کا کبھی خیال نہیں آیا۔ کہتے ہیں کل رات میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاروں خلفاء کے ساتھ ایک وسیع و عریض مسجد میں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین کو وضو کرنے کا کہا اور جب سب لوگ وضو کر کے آ گئے تو ایک انتہائی خوبصورت بزرگ مسجد میں داخل ہوئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہی امام مہدی ہیں اور سب کو ان کی بیعت کرنی چاہئے اور یہ وہی بزرگ تھے جن کی تصویر میرے بھائی نے گھر میں لگائی ہوئی ہے۔ اس خواب کے بعد مجھے سمجھ آ گیا کہ بیعت کرنی بھی ضروری ہے اس لئے میں بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔

پھر افریقہ کا ایک اور ملک گنی بساؤ ہے یہاں کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ کیتو جماعت کے ایک ممبر حسین جالو صاحب نے بیان کیا کہ جب انہوں نے احمدیت قبول کی تو گھر آ کر اپنی اہلیہ کو بتایا کہ میں نے احمدیت قبول کی ہے اور میں تمہیں بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جس امام مہدی کے آنے کی پیشگوئی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی وہ آ گئے ہیں اور آج میں نے بیعت کر کے ان کو قبول کر لیا ہے اور میں تمہیں بھی بیعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس پر ان کی اہلیہ نے سخت مخالفت کی اور کہا کہ احمدی کافر ہیں۔ مولویوں نے تو سب کو یہی بتایا ہوا ہے۔ یہ صرف پاکستان یا ہندوستان یا عرب ممالک کی بات نہیں ہے افریقہ کے ہر ملک میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں احمدیوں کے پیچھے غیر احمدی مولوی پہنچتے ہیں، بعض پاکستان کے مولوی بھی یا عرب ممالک کے اور یہی کہتے ہیں کہ احمدی کافر ہیں۔ اس نے کہا کہ احمدی کافر ہیں یا تو احمدیت چھوڑ دو یا مجھے چھوڑ دو۔ بہرحال انہوں نے کہا احمدیت تو میں نے نہیں چھوڑنی اور ان کی بیوی ان کو چھوڑ کر اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ جالو صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کیلئے دعا کرنی شروع کر دی کہ اے اللہ جس طرح تُو نے مجھے صراط مستقیم پر آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے میری بیوی کو بھی صراط مستقیم پر آنے کی توفیق عطا فرما اور کہتے ہیں میں مسلسل پانچ سال تک یہ دعا کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے دربار سے مایوس نہیں ہوا۔ یہ ان کی ثابت قدمی ہے۔ پانچ سال بعد کہتے ہیں کہ میری بیوی نے فون کیا اور کہا کہ میں آپ سے معافی چاہتی ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتی ہوں۔ جالو صاحب کہتے ہیں کہ میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ آخر ہوا کیا ہے۔ یہ تبدیلی کیسی آ گئی تم میں۔ اس پر بیوی نے بتایا کہ آج رات کو میں نے خواب دیکھا ہے اور مجھے احساس ہوا کہ میں غلط تھی اور آپ درست تھے۔ بیوی نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دریا کے دوسرے کنارے پر ایک خوبصورت جگہ ہے جہاں سے نور کی روشنی طلوع ہو رہی ہے اور کثرت سے لوگ دریا عبور کر کے اس طرف جا رہے ہیں اور میرا بھی دل چاہا کہ میں بھی اس خوبصورت جگہ پر جاؤں۔ جب میں دریا کے قریب گئی تو ایک شخص کنارے پر کھڑا تھا اور اس نے مجھے روکا اور کہا کہ وہ جگہ تو صرف احمدی احباب کیلئے ہے جنہوں نے امام مہدی کو قبول کیا ہے۔ جس پر میں نے جواب دیا کہ میرا خاوند تو احمدی ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ خاوند کے احمدی ہونے کی وجہ سے تم وہاں نہیں جا سکتی اور ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی۔ جب میری آنکھ کھلی تو آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور مجھے یقین ہو گیا کہ احمدیت حقیقی اسلام ہے اور میں نے احمدیت کو قبول کر لیا۔ پس ایک تو یہ کہ دین کی خاطر بیوی کو چھوڑنا گوارا کر لیا لیکن دین کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا۔ لیکن پھر یہی نہیں کہ چھوڑ دیا اور معاملہ ختم ہو گیا۔ پھر ایک ہمدردی تھی بیوی کیلئے، انسانیت کیلئے۔ مستقل مزاجی سے دعا کرتے رہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ پانچ سال تک دعا کرتے رہے اور پانچ سال کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے جب ان کے صبر کو اچھی طرح آزما لیا ایمان کو بھی آزما لیا تو پانچ سال کے بعد وہ دعا بھی قبول ہو گئی اور ایک نشان بھی ظاہر ہوا اور پھر یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور بھی نظر آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اس نور کو تم بجھا نہیں سکتے وہ نور تو ہر جگہ روشن ہے اور کوئی اس کو بجھا نہیں سکتا۔

اسی طرح ایک جگہ اپنی تبلیغی کاوشوں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا ذکر کرتے ہوئے امیر صاحب گھانا لکھتے ہیں کہ گھانا کے ناردرن ریجن کے شہر ییندی سے قریباً بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں پنجامبا ہے۔ یہاں ہماری ٹیم نے چار دن تبلیغ کی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے گاؤں

کے چیف اور امام سمیت 554 احباب نے احمدیت قبول کی۔ اس گاؤں کے ایک دوست حسین صاحب نے تبلیغ سننے کے بعد کہا کہ میں نے کچھ عرصہ قبل خواب میں دیکھا تھا کہ بعض لوگ مجھے جہنم کی طرف کھینچ کر لے جا رہے ہیں۔ اسی دوران اچانک بعض لوگ آئے اور مجھے ان سے چھڑا کر ایک ایسے راستے پر ڈال دیا جو بہت خوبصورت تھا اور جنت کی طرف لے جاتا تھا۔ یہ دوست کہنے لگے کہ آج آپ کی تبلیغ سننے اور مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کا پیغام سننے کے بعد مجھے اپنی اس خواب کی حقیقت سمجھ آ گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی اور جتنے دن تبلیغی ٹیم اس گاؤں میں رہی یہ ہر کام میں بڑھ بڑھ کر بھرپور تعاون کرتے رہے اور جب ہماری ٹیم اگلے گاؤں تبلیغ کیلئے چلی گئی تو وہاں بھی آ کر ملتے رہے اور مسلسل اخلاص کا اظہار کرتے رہے۔

صرف افریقہ کے رہنے والوں کی رہنمائی ہی نہیں ہو رہی بلکہ یورپ میں رہنے والوں کی بھی خدا تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ چنانچہ بوسنیا کے مبلغ ایک دوست الویدن صاحب کی بیعت کا واقعہ لکھتے ہیں کہ الویدن صاحب جماعت کے ساتھ رابطہ سے قبل مغربی طرز پر آزادانہ زندگی گزار رہے تھے لیکن انہیں بعض خوابوں کی بنا پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسے اشارے ملے کہ انہوں نے آہستہ آہستہ ان بدیوں سے خود کو دور رکھنے کیلئے کوشش شروع کر دی۔ اس عرصہ میں یہ بعض خطرناک جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے اور حلقہ احباب میں تمسخر کا شکار بن گئے۔ غرضیکہ ان پر ایسا وقت بھی آیا کہ قریب تھا کہ ذہنی مریض بن جاتے۔ بہرحال انہوں نے پابندی کے ساتھ نماز کی ادائیگی شروع کر دی۔ پہلے سے ہی مسلمان تھے اور دعاؤں میں لگ گئے۔ ایک روز سجدے کے دوران انہیں یہ آواز سنائی دی جیسے کوئی فرشتہ شیطان سے کہہ رہا ہے کہ بس کر اب اسے چھوڑ دے۔ اس پر شیطان کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ ابھی ایک اَور آزمائش باقی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس قسم کا روحانی تجربہ ان کیلئے بہت حیرت کا باعث ہوا۔ اس کے بعد ان پر ایک آزمائش آئی لیکن ساتھ ہی انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کے سامان پیدا کر دے گا کیونکہ خواب میں دیکھا تھا کہ ایک آزمائش ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ بس یہ آخری آزمائش ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ہی انہیں جماعت کے بارے میں پیغام ملا۔ انہیں اپنا روحانی تجربہ یاد آ گیا اور چند تبلیغی نشستوں کے بعد موصوف نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔

پھر اردن کے ایک عرب دوست احمد صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ دینی مسائل کے بارے میں جاننے کی کوشش کے دوران ایک روز میں نے دجال کے بارے میں انٹرنیٹ پر ایک آرٹیکل پڑھا جو کسی احمدی نے لکھا تھا۔ یہ مضمون میرے دل کو لگا اور میں نے احمدیت کے بارے میں تحقیق شروع کر دی۔ جب جماعتی علوم اور کتب کا مطالعہ کیا تو میرے دل میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے نقوش ابھرنے لگے لیکن میرے سامنے ایک بڑا سوال یہ تھا کہ ان عقائد اور مفاہیم کا کیا جائے جو آباؤ اجداد اور معاشرے کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں، رائج الوقت ہیں۔ مولوی یہ کہتے ہیں بڑوں سے ہم نے یہی سنا ہے کہ امام مہدی کے متعلق مختلف قسم کی کہانیاں ہیں تو کیا میں اس امام کی بیعت کر لوں جس کی صداقت میرے لئے روشن ہو چکی ہے اور جسکی بیعت کرنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مسلمانوں کو وصیت فرمائی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب خروج المهدی، حدیث 4084) یا پھر دوسری بات وہی ہے کہ آنکھیں بند کر کے مولویوں کے پیچھے چلتا رہوں اور اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے عقائد کو ہی منافقانہ طور پر درست تسلیم کرتا رہوں۔ کہتے ہیں کہ اس سوال کے جواب میں میرے سامنے سوائے اسکے اَور کوئی راستہ نہ تھا کہ عالم الغیب خدا کی طرف رجوع کرتا۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ایک غیر معمولی رؤیا سے نوازا میں نے خواب میں سورۃ نساء کی اس آیت کو جلی حروف میں دیکھا کہ وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَاصَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ۔ مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا۔ (النساء:158) کہتے ہیں خواب میں مجھے اس آیت کا آخری حصہ یعنی وَمَا قَتَلُوْهُ يقيناً بہت زیادہ روشن اور موٹا اور واضح نظر آ رہا تھا۔ تو کہتے ہیں کہ گو میں ایم ٹی اے سے وفات مسیح کا مسئلہ تو سمجھ چکا تھا لیکن اس آیت کی مکمل تفسیر کبھی نہیں سنی تھی۔ ابھی میں اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک روز ایم ٹی اے پر لقاء مع العرب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو اسی آیت کی مفصّل تفسیر کرتے ہوئے سنا تو میں حیران تھا کہ یہ اتفاق کیسے ہو سکتا ہے کہ وہی آیت جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا اور جس کی تفسیر جاننے کی خواہش میرے دل میں پیدا ہوئی اسی آیت کی تفسیر انہی ایام میں مجھے ایم ٹی اے پر مل گئی یقیناً یہ کوئی اتفاق نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میری ہدایت کا سامان تھا۔ بہرحال اس نشان کو دیکھ کر میں نے کہا کہ ابھی شاید مجھے مزید واضح نشان کی ضرورت ہے۔ اس دوران میں نے سوچا کہ مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق پر استخارہ بھی کر کے دیکھ لوں۔ چنانچہ مَیں نے آپ کی کتاب اتمام الحجۃ میں بیان ہونے والے طریق کے مطابق استخارہ کیا تو خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر فجر کی اذان دے رہا ہے۔ اس نے اذان مکمل کرنے کے بعد کچھ اس طرح کہا حَيَّ عَلَى الْاَحْمَدِيَّه حَيَّ عَلَى الْاَحْمَدِيَّه۔ یعنی احمدیت کی طرف آؤ۔ احمدیت کی طرف آؤ۔ مؤذن نے رؤیا میں اور بھی جملے کہے لیکن مجھے صرف یہی یاد رہے۔ کہتے ہیں کہ عجیب بات یہ ہے کہ جب میں جاگا تو محلے کی مسجد میں مؤذن فجر کی اذان دے رہا تھا اور اس واضح رؤیا کے بعد میں نے بیعت کا فیصلہ کر لیا۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ غیر احمدی علماء کی طرف سے احمدیوں کو ان کے ایمان سے ہٹانے کی کوشش کتنی ہوتی ہے اور اسکے بعد کس طرح وہ ثابت قدم رہتے ہیں۔ بینن کا ایک گاؤں اگیلو ہے۔ وہاں کے ایک احمدی ہیں لادیلے حسن صاحب۔ کہتے ہیں کہ میں اپنی فیملی کے پچیس افراد کے ساتھ احمدیت میں داخل ہوا۔ احمدی ہونے کے بعد غیر احمدی مولویوں کا ایک وفد جو کہ سعودی عرب سے تعلیم حاصل کر کے آئے تھے ہمارے پاس آیا اور کہا کہ احمدی کافر ہیں اور وہ آپ کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ہم اصل اسلام سعودی عرب سے سیکھ کر آئے ہیں اس لئے آپ احمدیوں کی باتوں میں نہ آئیں۔ چنانچہ کہتے ہیں میں نے ان سے اصل اسلام کے بارے میں چند سوالات کئے کہ ایک مسلمان کس طرح نماز پڑھتا ہے اور احمدیوں اور غیر احمدیوں کے قرآن میں کیا فرق ہے وغیرہ۔ اس پر میں نے مولویوں سے کہا کہ احمدیت کا اسلام بھی یہی ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ جب احمدیوں نے تبلیغ کی تھی تو کسی فرقے یا مذہب کو برا نہیں کہا تھا مگر آپ لوگوں کا انداز ہی بتا رہا ہے کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں اس لئے آپ یہاں سے چلے جائیں۔

اب بعض لوگ یہ بھی احمدیوں پر الزام لگاتے ہیں کہ جی آپ بھی تو ہمارے مولویوں کو برا کہتے ہیں اس لئے ہم کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ کبھی ہم نے اس طرح نہیں کہا۔ ہاں جو لوگ گالیاں دیتے ہیں ان کو یہی کہا جاتا ہے کہ اگر تم ہمیں کافر کہتے ہو تو یہی کفر تمہارے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے مطابق لَوٹ کر پڑتا ہے۔
(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر، حدیث 216)

اسکے بعد کہتے ہیں تقریباً تین سال تک مولوی وفود کی صورت میں آ کر ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے ایمانوں کو ضائع نہیں کیا اور ہم نے اپنے گھر کے ایک چھوٹے کمرے کو نماز اور جمعہ کیلئے مخصوص کر لیا۔ اس کے بعد مزید لوگوں کو بھی احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی تعمیر کی توفیق بھی ان کو مل گئی ہے۔

پھر تنزانیہ کے ایک علاقہ میں بیعتوں کا ذکر کرتے ہوئے وہاں کے موانزا ریجن کے مبلغ لکھتے ہیں ایک مغربی افریقہ ایک مشرقی افریقہ ہے، ہزاروں میل کا بیچ میں فاصلہ ہے اور ایک جیسے حالات مختلف جگہوں پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سال شیانگا کے ایک علاقہ وگیہے میں مسجد کی تعمیر ہوئی۔ یہاں گزشتہ سال کچھ فیملیز نے بیعت کی تھی لیکن ان کی تربیت کیلئے باقاعدہ کوئی سینٹر نہیں تھا۔ ہمارے ایک پرانے پیدائشی احمدی یوسف مگلیکا صاحب نے اپنی زمین میں سے کچھ حصہ جماعت کو دیا تاکہ وہاں ایک چھوٹی مسجد بنا دی جائے اور مسجد کی تعمیر کے لئے اینٹیں بھی مہیا کر دیں۔ چنانچہ وہاں مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا گیا اور ایک معلم کو بھی اس جماعت میں بھجوایا گیا۔ جب مسجد کی تعمیر شروع ہوئی تو لوگوں کے پوچھنے پر انہیں بتایا گیا کہ یہ مسجد جماعت احمدیہ تعمیر کر رہی ہے۔ کہتے ہیں پہلے ہمیں لگا کہ شاید یہ لوگ مخالفت کریں گے اور نماز کیلئے نہیں آئیں گے لیکن ہمارا اندازہ غلط ثابت ہوا گاؤں کے کئی غیر احمدی لوگ مسجد میں نماز کیلئے آنے لگ گئے اور جماعت احمدیہ کے متعلق مزید سوالات بھی پوچھنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ اسی رمضان کے مہینہ میں وہاں بیعتیں بھی ہوئیں اور جماعت کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں پہلے ہم سمجھ رہے تھے کہ شاید مسجد کی تعمیر سے مخالفت شروع ہو جائے گی لیکن مسجد کی تعمیر نے تبلیغ کے دروازے کھول دیئے اور گاؤں کے کئی لوگ بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کس کس طرح لوگوں کی رہنمائی فرماتا ہے اس کے عجیب نظارے نظر آتے ہیں۔ نائیجیریا کی جماعت میٹوگن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ چند سال قبل ہم تبلیغی غرض سے ایک گھر گئے تو انہوں نے کافی سختی سے ہمیں گھر سے نکال دیا۔ کہتے ہیں اس سال ہم دوبارہ اسی گھر گئے تو ہمیں یہی توقع تھی کہ اس دفعہ بھی نکال دیں گے لیکن ڈرتے ڈرتے چلے گئے۔ بہرحال جب ہم وہاں پہنچے تو گھر کی خاتون بجائے ہمیں دھکے دے کر نکالنے کے کہنے لگی کہ مجھے چھ بیعت فارم دے دیں ہم ساری فیملی بیعت کریں گے۔ اس نے بتایا کہ مَیں کہیں باہر گئی ہوئی تھی اور جب واپس گھر آ رہی تھی تو راستے میں مجھے آواز سنائی دی کہ کچھ لوگ تمہارے گھر تبلیغ کیلئے آئیں گے ان کی بات ماننا تمہارے خاندان کیلئے فائدہ مند ہوگا۔ اب جب میں گھر پہنچی ہوں تو آپ لوگ پہلے سے یہاں موجود ہیں۔ چنانچہ یہ ساری فیملی بیعت کر کے نہ صرف جماعت میں شامل ہو گئی بلکہ بہت فعّال احمدی بن گئے ہیں۔

تاتارستان روس کا ایک علاقہ ہے۔ اس میں کازان سے 380 کلومیٹر دور ایک قصبہ ہے وہاں ایک احمدی خاندان کے ذریعہ ایک دوست ایرک صاحب کو جماعت کا پیغام ملا تو انہوں نے جماعت کے متعلق مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے جماعتی وفد کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ کہتے ہیں جب ہمارا وفد وہاں پہنچا تو انہیں تفصیل کے ساتھ جماعت کا تعارف کروایا گیا اور انہیں شرائط بیعت کے متعلق بھی بتایا گیا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں تو ہر روز دس شرائط بیعت کا مطالعہ کرتا ہوں۔ میں نے شرائط بیعت لکڑی کی چھوٹی تختی پر کندہ کر کے ان کا ایک فریم تیار کر کے گھر کے دروازے پر لٹکایا ہوا ہے۔ (ابھی احمدی نہیں ہوئے اور شرائط بیعت کو اپنے گھر کے دروازے پر لٹکایا ہوا ہے) اور روزانہ صبح اٹھ کر ان دس شرائط بیعت کو پڑھتا ہوں اور اپنے آپ سے پوچھتا ہوں کہ کون کون سی شرط پر عمل نہیں کر رہا۔ ابھی بیعت کرنے سے پہلے یہ حال ہے۔ اسکے بعد موصوف باقاعدہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے اور انہوں نے میرے نام اپنا ایک خط بھی لکھا کہ مجھے نام نہاد مسلمانوں میں رہ کر علماء کی پھیلائی ہوئی اسلامی تعلیم کی سمجھ نہیں آتی تھی اور نہ ہی عبادت کی حقیقت اور مقصد سمجھ آتا تھا۔ یہی وقت تھا جب یہ باتیں مجھے گمراہی کے گڑھے میں غرق کر سکتی تھیں مگر الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے گمراہ ہونے سے بچا لیا اور حق کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔ جماعتی لٹریچر میں اسلام کی حقیقی تعلیم بہت ہی اچھے اور آسان انداز میں بیان تھی اور جماعت کا نعرہ ''محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں'' مجھے بہت پسند آیا۔

پھر بہت سے واقعات ایسے ہوتے ہیں جہاں یہ بہت ساری چیزیں تبلیغ کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

محمد احمد راشد صاحب سوئٹزرلینڈ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ترکی کے ایک کردی شہری اور عالم دین موسیٰ صاحب کا چند سال قبل ایم ٹی اے عربی کے ذریعہ احمدیت سے تعارف ہوا تھا۔ ترکی سے دو سال قبل انہوں نے رابطہ کیا۔ اب ایم ٹی اے کی ترکی زبان میں لائیو نشریات کو بھی دیکھتے رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً نشریات کے متعلق تبصرہ بھی بھجواتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں گزشتہ مہینہ خاکسار کے دورہ ترکی کے دوران انہی کی تبلیغ سے ان کے ایک 23 سالہ بھانجے نے جو کہ مذہبی مدارس کے پڑھے ہیں اور ترکی، کُردی اور عربی زبان جانتے ہیں انہوں نے بیعت کی اور خود کو وقف کرنے کیلئے پیش بھی کیا۔ یہ عالم دین اور انکے ساتھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دعاوی اور خلافت احمدیہ پر ایمان رکھتے تھے اور ایم ٹی اے کی عربی اور ترکی نشریات دیکھتے تھے۔ جماعتی لٹریچر کا مطالعہ بھی باقاعدہ کرتے تھے لیکن اسکے باوجود بیعت نہیں کرتے تھے۔ لیکن آخر ایک وقت ایسا آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کھولے اور موسیٰ صاحب نے اپنے دو ساتھیوں رمضان صاحب اور حاجی محمود صاحب کے سمیت بیعت کی سعادت حاصل کی اور تینوں کے افراد خانہ کی کل تعداد 23 ہے اور انہوں نے مجھے خط بھی لکھا جس میں انہوں نے بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کیا۔ تو نیک فطرت علماء کی بھی کمی نہیں ہے۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو نیک فطرت ہیں وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی فرماتا رہتا ہے۔

پھر امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ پمفلٹ کی تقسیم کے دوران ایک مسلمان دوست نے جب ہمارا پمفلٹ پڑھا تو کہنے لگا کہ میں بہت دیر سے آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ اسلام کے اس پیغام کی آج سخت ضرورت ہے۔ مَیں کچھ سالوں سے فرانس میں ہوں اور میری فیملی جو کہ آئیوری کوسٹ میں مقیم ہے باقاعدگی کے ساتھ آپ کے سینٹر میں جاتی ہے اور ہمیں آپ کی جماعت میں بہت دلچسپی ہے۔

پھر یہ دوست یُوٹیوب پر جماعت کے فرنچ پروگرام دیکھنے لگے اور جماعت کے بارہ میں دو سال تک معلومات حاصل کرنے کے بعد آخرکار بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔ یہ آئیوری کوسٹ میں رہتے ہیں۔ جماعت وہاں بھی بڑی فعّال ہے۔ ہر سال بیعتیں بھی ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کا سامان کیا تو یہاں فرانس آ کر۔

پھر غیر مسلموں پر بھی اسلام کی تعلیم کا اثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نور ان کے دلوں کو بھی روشن کرتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص کی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے بینن الاڈا ریجن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ الاڈا شہر کے شمال مشرق میں زے کا علاقہ ہے جہاں ایک دوست عیسیٰ صاحب کو جماعتی پمفلٹس دیئے گئے۔ بعد میں انہوں نے ریڈیو بھی سننا شروع کر دیا انہوں نے بتایا کہ آپ لوگوں کے پمفلٹس پڑھ کر مجھے تسلی ہوئی ہے اور میں پیدائشی طور پر کیتھولک ہوں۔ لیکن میں جب بھی چرچ جاتا تھا تو پادری بائبل کی آیات کی جو تفسیر کرتے تھے ان سے دل کو تسلی نہیں ہوتی تھی مگر جب سے جماعت احمدیہ کی تبلیغ ریڈیو پر سنی شروع کی ہے تو آپ لوگ بائبل کی آیات کی جو تفسیر کرتے ہیں وہ حقائق اور عقل کی رُو سے بالکل صحیح لگتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔

بعض جگہوں پہ مسلمان بھی انتظار میں ہوتے ہیں کہ کب کوئی جماعت کا نمائندہ آئے اور ہماری بیعت لے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ سے جب سے کہ ایم ٹی اے افریقہ شروع ہوا ہے اور مختلف ممالک میں ریڈیو ہیں۔ ان سے جماعت کا تعارف افریقہ میں تو خاص طور پر وسیع پیمانے پر ہو گیا ہے۔

بینن سے مبلغ سلسلہ کوتونو لکھتے ہیں کہ ہم ایک دور دراز گاؤں اگونجی میں تبلیغ کیلئے گئے۔ انہیں جب تبلیغ کی گئی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم تو ایک عرصہ سے جماعت کے ریڈیو پر پروگرام سنتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے عقائد سے واقف ہیں۔ ہم تو انتظار کر رہے تھے کہ احمدیوں کا کوئی نمائندہ ہمارے گاؤں میں آئے اور ہمارے بچوں کو اسلام اور دینی تعلیم سے آگاہ کرے۔ چنانچہ اس گاؤں سے 125 رافراد نے بیعت کی توفیق پائی۔

برکینا فاسو سے بانفورہ ریجن کے لوکل مبلغ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک گاؤں موس بدوگو میں تبلیغ کی تھی۔ اسکے بعد ایک شخص کہنے لگا کہ میں آپ کے ریڈیو چینل پر سارے پروگرام سنتا ہوں۔ میرے پاس دو ریڈیو ہیں۔ دور دراز گاؤں ہیں بجلی نہیں ہوتی۔ ایک کی بیٹری چارج ہو رہی ہوتی ہے تو دوسرے ریڈیو پر پروگرام سنتا ہوں تا کہ میرا کوئی بھی پروگرام ضائع نہ ہو جائے۔ اس شوق میں اس نے دو دو ریڈیو رکھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا کہ احمدیت ایک روشنی ہے کوئی اس سے استفادہ کرے یا نہ کرے لیکن فتح احمدیت کو ہی ہونی ہے۔ آج میں باقاعدہ بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں اور دوسروں کو بھی کہتا ہوں کہ اس جماعت میں شامل ہو جائیں۔ تو یہ روشنی ان دور دراز علاقوں میں لوگوں کو نظر آ رہی ہے۔

مالی سے سکاسو ریجن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ دو ماہ قبل ایک نوجوان نوح ویدراغو صاحب ہمارے ریڈیو سٹیشن پر آئے اور کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ کا واحد ریڈیو سٹیشن ہے جو ہم نوجوان بغیر میوزک کے سننا پسند کرتے ہیں۔ اس لئے میں بھی آپ کے ریڈیو پر نوجوانوں کیلئے پروگرام کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس نوجوان کو معلم صاحب کے ساتھ مل کر ریڈیو پروگرام کرنے کا موقع دیا گیا جس کی وجہ سے ان کے اندر احمدیت سے دلچسپی پیدا ہوئی اور انہوں نے مطالعہ کر کے بیعت کی توفیق پائی۔ بیعت کرنے کے بعد انہوں نے باقاعدگی سے نمازیں شروع کر دیں اور اس سال رمضان میں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک روشنی نکلی ہے جو زمین کی طرف آ رہی ہے اور آہستہ آہستہ ان کے قریب آ گئی اور قریب آنے پر اس میں سے آواز آئی کہ جو راہ تم نے چنی ہے وہی حق کی راہ ہے اس کو کبھی نہ چھوڑنا۔ خوش قسمت لوگ ہیں جو اس راہ کو اپناتے ہیں اور پھر اس راہ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ چنانچہ اس خواب کے بعد موصوف کے ایمان میں بے پناہ اضافہ ہوا اور وہ بڑی دلچسپی سے اب جماعتی کاموں میں اور تبلیغ میں حصہ لینے لگ گئے ہیں۔

کانگو کنشاسا کے متادی ریجن کے معلم لکھتے ہیں کہ ایک دوست شعبان صاحب کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرا تعلق اہل سنّت سے تھا اور جب یہاں جماعت احمدیہ کا مشن کھلا تو ہمارے اساتذہ نے بتایا کہ احمدی تو کافر ہیں۔ اس کے بعد میں نے مقامی ریڈیو پر اسلام کے متعلق ایک پروگرام سنا تو بہت خوشی ہوئی اور بڑے خوبصورت انداز میں اسلامی تعلیمات بیان کی گئیں۔ مگر جب پروگرام کے درمیان احمدیت کا نام سنا تو میری ساری خوشی جاتی رہی۔ مولویوں نے تو کہا تھا کہ یہ کافر لوگ ہیں ’یہ کیا ہو گیا‘ یہ تو کافر ہیں۔ بہرحال اس پروگرام کا مجھ پر اثر ہوا اور اگلے دن میں نے دوبارہ اپنے استاد سے احمدیت کا ذکر کیا تو اس نے وہی بات دہرادی کہ احمدی کافر ہیں اور گمراہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ چند دن بعد دوبارہ ریڈیو پروگرام سنا تو تمام باتیں دل کو لگیں اور دل کو بہت اثر ہوا۔ بالآخر میں نے فیصلہ کیا کہ احمدیوں کی مسجد میں جانے میں کیا حرج ہے۔ جا کے دیکھا تو جائے۔ عقل کا تقاضا تو یہی ہے صرف اندھوں کی طرح مولویوں کی باتوں کے پیچھے تو نہیں چلنا۔ کہتے ہیں میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں جمعہ کو وہاں جاؤں گا اور ان کی مزید باتیں اور عمل دیکھوں گا۔ اسکے بعد میں نے مسلسل کئی جمعے احمدیہ مسجد میں ادا کئے اور قریب سے جماعت کو دیکھتا رہا۔ مجھے کوئی چیز ایسی نظر نہ آئی جس سے میں جماعت احمدیہ کو کافر کہہ سکتا۔ چنانچہ میں نے بیعت کر لی اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیا۔

کیمرون کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ چند سال قبل بائیکوم شہر کے کچھ لوگوں نے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور وہاں کی مسجد کے امام جیکام صاحب نے بھی احمدیت قبول کی۔ گزشتہ سال ان کے ایک بیٹے امام زکریا صاحب نے بھی احمدیت قبول کی اور ان کے ساتھ سو سے زائد لوگ جماعت میں شامل ہوئے۔ اور اس وقت زکریا صاحب مساسی علاقہ میں اپنے قبیلہ باعوں کی مسجد کے امام ہیں۔ اسی طرح امام جیکام کے دوسرے بیٹے امام حسینی صاحب ہیں وہ بھی احمدی ہیں۔ اکتوبر 2017ء میں امام جیکام صاحب کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے وفات سے قبل اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور نصیحت کی کہ آپ لوگوں نے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے اور لوگ آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ علماء آپ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ میں نے حدیثوں اور کتابوں میں امام مہدی کے متعلق بہت پڑھا ہے اور اس وقت وہ نشانات پورے ہو گئے ہیں اور امام مہدی علیہ السلام اور جماعت احمدیہ سچی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا اور جماعت کی خدمت جاری رکھنا۔ اس وقت دونوں بھائی جماعت میں فعّال ہیں۔ بڑا بھائی امام زکریا اپنی مسجد میں جماعت کی تبلیغ کرتے ہیں اور یہی مسجد ہمارا سینٹر بھی ہے۔ یہاں کی جماعت مالی قربانی میں بھی آگے بڑھ رہی ہے۔ امام مرحوم کے چھوٹے بیٹے امام حسینی بھی اپنی مسجد کے امام ہیں اور جماعت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ امام مرحوم نے ایک پلاٹ بھی نئی مسجد کیلئے دیا ہوا ہے جس پر مستقبل میں انشاء اللہ تعالیٰ نئی مسجد بنائی جائے گی۔ پس جو عقل رکھتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ یہ مخالفتیں جو ہو رہی ہیں مولویوں کی طرف سے یہ تو وہ پھونکیں ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا نور کبھی بجھ نہیں سکتا اور بڑی ثابت قدمی سے یہ لوگ احمدیت پر اور حقیقی اسلام پر قائم ہیں اور یہی لوگ ہیں جو حقیقی علماء کہلانے کے مستحق بھی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ احمدیت قبول کرنے کے بعد ایمان کو کس طرح طاقت بخشتا ہے اور فراست عطا فرماتا ہے اور دلائل بھی سکھا دیتا ہے اسکی ایک مثال دیکھیں۔ تنزانیہ موانزے ریجن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ شیانگا ریجن میں جماعت کا قیام 2015ء میں ہوا تھا۔ وہاں کافی لوگوں کو اسلام احمدیت میں شمولیت کی توفیق ملی۔ اس جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک نومبائع جمعہ ماسانجا صاحب ہیں۔ یہ چھوٹی موٹی چیزیں فروخت کر کے گزر بسر کرتے ہیں۔ یہ نومبائع بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں ٹنڈے جو کہ زیادہ تر عمانی عربوں کا علاقہ ہے وہاں گیا اور باتوں باتوں میں ان کو بتایا کہ میں احمدی ہو گیا ہوں اور اب ہماری مسجد بھی ہے جہاں ہم نماز ادا کرتے ہیں۔ یہ سنتے ہی وہ عرب لوگ آگ بگولہ ہو گئے اور مجھے برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ تم مسلمان نہیں ہوئے بلکہ تم تو قادیانیوں کے پیچھے چل کے گمراہ ہو گئے ہو۔ پہلے تم لا مذہب تھے یا غیر مسلم تھے تو زیادہ اچھے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ وہ جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں وہ تو مسلمان ہی نہیں ہیں بلکہ کافر ہیں۔ کہنے لگے کہ اگر تم نے اپنے آپ کو احمدیوں سے الگ نہ کیا تو ہمارے پاس پھر اپنی چیزیں بیچنے کیلئے مت لانا۔ بڑا ابتلا تھا۔ معاشی لحاظ سے غریب لوگ ہیں۔ یہ دوست بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس اتنا علم تو نہیں تھا کہ میں ان کو علمی دلائل سے قائل کر سکوں لیکن میں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کتنے عرصہ سے یہاں آباد ہیں۔ وہ عمانی عرب کہنے لگا کہ ہم گزشتہ 80 سال سے یہاں آباد ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ ان 80 سالوں میں تم لوگوں نے اس دین کو جس کو تم سچا کہتے ہو اسلام کو ایک ایسے گاؤں تک نہیں پہنچا سکے جو تم سے صرف 15 کلومیٹر کے فاصلے پہ ہے۔ اور اب اگر کسی نے ہم تک وہ اسلام کا پیغام پہنچایا ہے تو آپ لوگ ہمیں یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ کافر ہیں اور تم کافر ہو گئے ہو۔ تو عربوں نے جواب دیا کہ ہمارا یہ خیال تھا کہ تم لوگ ابھی اس قابل نہیں ہو کہ اسلام قبول کر سکو۔ یہ ان عربوں کے تکبر کی حالت ہے جو اپنے آپ کو بڑا عالم سمجھتے ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی اصول پر چلنے والے ہوتے، نعوذ باللہ، تو یہ عرب کے جو بدّو ہیں وہ تو کبھی بھی مسلمان نہ ہوتے۔ وہ تو اس قابل ہی نہیں تھے کہ ان کو مسلمان کیا جاتا۔ آپ ہی تھے جنہوں نے ان جنگل میں رہنے والوں کو، جانوروں کی طرح رہنے والوں کو انسان بنایا۔ پھر تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ پھر باخدا انسان بنایا۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم ابھی اس قابل نہیں ہو جو اس موجودہ دور میں رہ رہے ہو کہ تم تک ابھی اسلام کی تبلیغ کی جائے اور اس کے بعد یہ اسلام کے ٹھیکیدار ہیں۔ اس لئے اس نے کہا کہ پہلے تم اس قابل ہو جاؤ تو ہم نے کہا ہم تبلیغ کریں گے۔ اس پر میں نے اس سے کہا کہ تم لوگوں نے اسّی سال اس بات کا اندازہ کرنے میں لگا دیئے کہ یہ لوگ اسلام سیکھ سکتے ہیں یا نہیں جبکہ جماعت احمدیہ نے ہمیں اس قابل سمجھا کہ ہم دین سیکھ سکتے ہیں اور وہ ہمیں مسلمان بنا کر دین سکھا رہے ہیں اور انہوں نے ہمیں لادینیت سے نجات دلائی ہے۔ ہم تو Pagan تھے۔ لادین تھے۔ اب اگر تم چاہتے ہو کہ میں اور میرے ساتھی جماعت احمدیہ کو چھوڑ دیں تو ہمیں بھی 80 سال کا عرصہ دو تا ہم تم لوگوں کے بارے میں اندازہ لگا سکیں کہ تم اصل مسلمان ہو بھی کہ نہیں۔ یہ میری دلیل ہے۔

تو اس طرح اللہ تعالیٰ بالکل بے دین جو لوگ تھے ان کو بھی احمدیت قبول کرنے کے بعد بعض عجیب قسم کے دلائل سکھا دیتا ہے جو مخالفین کا منہ بند کر دیتے ہیں اور ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی جواب نہیں ہوتا کہ تم کافر ہو، بس اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

سینیگال سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ اس سال کولک ریجن کے ایک گاؤں ریبوا یسکلے میں دورہ کیا گیا تو وہاں گاؤں کے ایک سابق امام عثمان باہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے منور احمد خورشید صاحب سابق امیر جماعت سینیگال کے دور میں بیعت کی تھی اور اس وقت جماعت میں ایک چھوٹی سی مسجد بھی بنائی تھی۔ بعد میں ملکی حالات کی وجہ سے ان لوگوں سے رابطہ نہیں رہا۔ حالات وہاں خراب ہوتے رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد گاؤں کی مسجد کو ایک عرب تنظیم الفلاح نے از سر نو تعمیر کیا اور مسجد میں توسیع بھی کی اور جب مسجد کی تعمیر ہو گئی تو اس تنظیم کے لوگوں نے عثمان باہ صاحب سے کہا کہ اگر آپ اس مسجد کے امام رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو احمدیت چھوڑنی پڑے گی ورنہ آپ اس مسجد کی امامت جاری نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ عثمان باہ صاحب نے کہا کہ احمدیت تو میں نہیں چھوڑ سکتا۔ امامت چھوڑ دی اور اپنے گھر میں ہی اپنے اہل خانہ کے ساتھ علیحدہ نمازیں پڑھنے لگ گئے۔ چنانچہ وہ گزشتہ آٹھ سال سے امامت چھوڑ کے اپنے اہل خانہ کے ساتھ اپنے گھر میں نمازیں ادا کر رہے ہیں۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ آپ کس طرح اکیلے ثابت قدم رہے ہیں اور آپ کا اتنا عرصہ جماعت سے رابطہ بھی نہیں تھا اس پر روتے ہوئے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم عطا کیا ہے۔ جب میں نے نور دیکھ لیا تو اب اندھیرے میں واپس کیسے چلا جاؤں۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود

کلامُ الامام

’’اس نسخہ کو ہمیشہ یاد رکھو اور اس سے فائدہ اُٹھاؤ کہ جب کوئی دُکھ یا مصیبت پیش آوے تو فوراً نماز میں کھڑے ہو جاؤ‘‘

(ملفوظات، جلد 5 صفحہ 96)

طالبِ دُعا: الہ دین فیملیز اور بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار دوست نیز مرحومین کرام

کلامُ الامام

ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے

(ملفوظات، جلد 5 صفحہ 407)

طالبِ دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

علیہ السلام کو ایسے لوگ عطا فرمائے ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم احمدیت کا خاتمہ کر دیں گے یہ تو ان دور دراز گاؤں میں رہنے والوں کو بھی ان کے ایمان سے ہٹا نہیں سکتے۔ ہلا نہیں سکتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اصل میں حقیقی مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے ہیں۔

امیر صاحب گھانا لکھتے ہیں کہ ایک کانفرنس میں ہم نے بعض اماموں کو دعوت دی جنہوں نے کچھ عرصہ پہلے بیعت کی تھی۔ ان اماموں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ساری دنیا کے مولوی اکٹھے ہو کر بھی احمدیت کے خلاف ہمارے پاس آ جائیں تو ہم مضبوط چٹان کی طرح کھڑے ہو کر ان کا مقابلہ کریں گے کیونکہ ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں احمدیت ہی سچا اسلام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’میرے پاس وہی آتا ہے جسکی فطرت میں حق سے محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے۔ جس کی فطرت سلیم ہے وہ دور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے۔ لیکن جس کی فطرت میں سلامت روی نہیں ہے اور جو مردہ طبیعت کے ہیں ان کو میری باتیں سودمند نہیں معلوم ہوتی ہیں۔ وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اٹھائیں گے؟ کیا مجھ سے پہلے آنے والے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر رہ کر اس دنیا سے اٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جاوے کیونکہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں۔ جو حسن ظنی سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اُن کا ایمان ان کو ضائع نہیں کرتا بلکہ برومند کرتا ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ صادق کی شناخت کیلئے بہت مشکلات نہیں ہیں۔ ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور خدا کا خوف مدّنظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے۔ لیکن جو تکبر کرتا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے اس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی۔‘‘ (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 13-12)

پس مخالفین جتنا بھی زور لگا لیں اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا نہیں سکتے۔ اس جماعت نے پھیلنا ہے اور پھلنا ہے اور پھولنا ہے انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی تائیدات کے لاکھوں نمونے ہمیں ہر سال دکھاتا ہے۔ پھر بھی یہ مخالفین کہتے ہیں کہ تم لوگ بیوقوف ہو اس شخص کو چھوڑ دو جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ بیوقوف تو یہ نام نہاد مولوی اور وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف کی بجائے ان مولویوں سے جنہوں نے دین کو بگاڑ دیا ہے خوف کھاتے ہیں۔ لیکن ہم نے اپنا کام نہیں چھوڑنا۔ دنیا کو صحیح راستے دکھانے کیلئے ہر احمدی نے اپنا کردار ادا کرنا ہے اور کرتے چلے جانا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کے لئے کوشش بھی کریں اور دعا بھی کریں اور سب سے بڑھ کر اپنے عملی نمونوں سے اسلام کی خوبیاں دنیا پر ظاہر کریں جس طرح بہت سے نئے آنے والے یہ کوشش کر رہے ہیں جس کی چند مثالیں میں نے دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو جلسہ کی برکات سے حصہ لینے کی ہمیشہ توفیق عطا فرماتا رہے اور خیریت سے آپ لوگ اپنے گھروں کو جائیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جلسہ میں بھی شامل ہوں۔ آپ کے گھروں میں بھی امن اور سکون ہو۔ آپ کے بچوں کی طرف سے بھی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔ ہر تکلیف اور پریشانی سے اللہ تعالیٰ آپ کو بچائے۔ آمین۔

اب دعا کر لیں۔ (دعا کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا) یہ حاضری کی رپورٹ بھی سن لیں۔ مستورات کی حاضری جو ہے انیس ہزار پانچ سو اڑسٹھ (19568) اور مَردوں کی ہے انیس ہزار تیرہ (19013)، حاضری تبلیغی مہمان گیارہ سو انتیس (1129)، عورتوں کی تعداد جو شامل ہوئیں آپ لوگوں سے زیادہ ہے۔ کُل حاضری اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتالیس ہزار سات سو دس (39710) ہے اور گزشتہ سال سے کمی ہے۔ لیکن سکول کھل گئے ہیں اس وجہ سے بھی کمی ہے اور ننانوے (99) ممالک کی نمائندگی ہوئی۔ بیرون جرمنی سے تین ہزار آٹھ سو تینتیس (3833) احباب شامل ہوئے۔ (السلام علیکم ورحمۃ اللہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 11 و 18 رجنوری 2019)

......☆......☆......☆......

کام جو کرتے ہیں تری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH
Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

خطبہ نکاح

فرمودہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5 راگست 2017ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں چند نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ سارہ صباحت بنت ڈاکٹر سید مشہود احمد (ربوہ) کا ہے جو عزیزم سید رضا احمد ابن سید حسین احمد صاحب (امریکہ) کے ساتھ پندرہ ہزار امریکی ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکی سارہ صباحت میری بڑی ہمشیرہ کی پوتی ہے اور مکرم سید میر مسعود احمد صاحب مرحوم کی بھی پوتی اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی پڑپوتی ہے اور چونکہ یہ میرے بھانجے کی بیٹی ہے اس لئے اس نے مجھے کہا تھا، خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں ہی اس کا وکیل بن جاؤں اور خود ڈاکٹر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں کام کرتے ہیں۔ وقف زندگی ڈاکٹر ہیں۔ تو دلہن کی طرف سے میں اس رشتہ کو منظور کرتا ہوں اور اب باری ہے عزیزم سید رضا احمد کی۔ اسکے بعد حضور انور نے لڑکے سے ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

دوسرا نکاح عزیزہ عمیرہ خولہ مجید امین بنت مکرم عبد المجید صاحب لندن کا ہے اور یہ عزیزم عارف احمد داؤد کے ساتھ چار ہزار کنیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے، جو جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہیں۔ داؤد احمد صاحب کے بیٹے ہیں۔ حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ فرح عندلیب بٹ (واقفہ نو) کا ہے جو محمد صدیق بٹ صاحب کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم عطاء الحئی بٹ (واقف نو) ابن مکرم محمد سلیم بٹ صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو لندن میں ہی رہتے ہیں۔ اس نکاح کے فریقین میں ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور نے فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ مدیحہ مبارک کا ہے جو مبارک احمد صاحب کینیڈا کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم فہیم احمد شیخ کے ساتھ پانچ ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے، جو مکرم شیخ محمد عثمان صاحب کینیڈا کے بیٹے ہیں۔ دولہن کے وکیل چوہدری منیر احمد صاحب ہیں۔

آخری نکاح کے فریقین میں ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور نے تمام رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور ان نکاحوں کے فریقین کو مبارک باد دیتے ہوئے انہیں شرف مصافحہ سے نوازا۔

مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ
انچارج شعبہ ریکارڈ، دفتر پی۔ ایس لندن

نماز جنازہ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26 رفروری 2019ء بروز منگل نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الغفور صاحب مرحوم (ریڈبرج ساؤتھ، یو۔کے)

23 رفروری 2019ء کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نیک، دعا گو، جماعت کے ساتھ گہرا تعلق رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ بچوں کی اچھی تربیت کی۔ ان کے سب بچوں کو خدا کے فضل سے کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ پسماندگان میں چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم مرزا مقصود احمد صاحب
(سابق امیر ضلع پشاور وصوبہ سرحد)

9 رفروری 2019ء کو 95 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مرزا غلام رسول صاحب کے بیٹے تھے جنہوں نے زمانہ ء طالب علمی میں 1907ء میں قادیان جا کر بیعت کی توفیق پائی۔ مرحوم نے محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی پشاور میں ملازمت کرتے ہوئے سپرنٹینڈنگ انجینئر کے عہدہ تک ترقی پائی۔ جماعتی مخالفت کی وجہ سے 1974ء میں آپ کو جبری ریٹائر کیا گیا۔ ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ پشاور کے محلہ گل بادشاہ جی میں مسجد، مہمان خانہ، مربی ہاؤس، وغیرہ کا نقشہ بنوایا اور اپنی نگرانی میں نئی عمارت کی تعمیر کروائی۔ اسی طرح ایوان محمود ربوہ کی چھت کی تعمیر کیلئے بھی آپ نے اپنی پیشہ ورانہ خدمات پیش کیں۔ 1980ء سے 1986ء تک امیر ضلع پشاور وصوبہ سرحد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے دور میں جماعتی مخالفت خوب زوروں پر تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے بڑی حکمت کے ساتھ تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ مرکز سے علماء اور بزرگان سلسلہ کو بلا کر اپنے گھر میں سوال وجواب کی مجالس کا بھی اہتمام کیا کرتے تھے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(2) مکرم طارق محمود صاحب (ہمبرگ، جرمنی)

12 فروری 2019ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے پاکستان میں بحیثیت مربی خدمت کی توفیق پائی۔ 1998ء میں اپنی فیملی کے پاس ہمبرگ شفٹ ہو گئے اور وہاں بھی مختلف جماعتی خدمات بجالاتے رہے۔ وفات سے قبل لوکل سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن ووقف عارضی کے علاوہ انصار اللہ کے شعبہ تبلیغ اور تربیت میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ اپنے گھر میں بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھایا کرتے تھے۔ خلافت کے ساتھ پیار اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد حنیف احمد صاحب (واقف زندگی، ریویو آف ریلجنز) کے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

ملکی رپورٹیں

تربیتی اجلاسات

☆ جماعت احمدیہ روپن گڑھ اجمیر (صوبہ راجستھان) میں مورخہ 4 /مئی 2019 کو ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم وحید صاحب نے کی۔ نظم مکرم اکرم خان صاحب نے پڑھی۔ بعدہ خاکسار نے نماز کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(اطہر سعید، مبلغ سلسلہ روپن گڑھ)

☆ جماعت احمدیہ لوہا خان اجمیر (صوبہ راجستھان) میں مورخہ 28 /اپریل 2019 کو احمدیہ مشن ہاؤس میں مکرم سریش کاٹھات صاحب صدر جماعت اجمیر کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سید شکیل احمد صاحب نے کی۔ مکرم مصدق احمد صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ بعدہ مکرم سریش کاٹھات صاحب نے روزہ کی اہمیت و برکات اور خاکسار نے شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(محمد رفیق، مبلغ سلسلہ لوہا خان)

ایک احمدی کی وفات پر شر پسند عناصر کی شرارت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص تائید و نصرت کا نشان

مورخہ 24 جون 2018 کو رات ساڑھے بارہ بجے ”دیوگھر“ (صوبہ بہار) سے بذریعہ فون یہ افسوس ناک اطلاع ملی کہ عزیزم وسیم حیدر صاحب ابن مکرم حیدر علی صاحب کا جو ایک لمبے عرصہ سے بیمار چل رہے تھے، انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگلے روز صبح خاکسار کو یہ اطلاع ملی کہ مرحوم وسیم حیدر کی نماز جنازہ بعد نماز عصر ہوگی اور ان کی تدفین دیوگھر کے سرکاری قبرستان میں ہوگی۔ خاکسار دوپہر اڑھائی بجے بذریعہ کار اپنے بیٹے عزیز سید عبد النور، مکرم جلیل اختر صاحب اور عزیز سراج احمد کے ساتھ دیوگھر پہنچا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ دیوگھر انجمن اسلامیہ کے مفتی اور دیگر علمائے دیوگھر نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ عزیزم سید وسیم حیدر کی قادیانی ہونے کی وجہ سے سرکاری قبرستان میں تدفین نہیں ہوسکتی۔ حتیٰ کہ مکرم حیدر علی صاحب کے بہت سے غیر احمدی رشتہ داروں کی درخواست کو بھی انجمن کے مفتی اور علماء نے ردّ کر دیا۔ اس نازک صورت حال کے پیش نظر خاکسار نے دیوگھر کے ڈپٹی کمشنر جناب راہل کمار صاحب کو فون کیا اور انہیں احمدیت کی تعلیم کے متعلق تفصیل سے آگاہ کیا اور مرحوم وسیم حیدر کی تدفین کے متعلق جو صورتحال پیدا ہوگئی تھی اس کے متعلق بھی ان سے گفتگو کی۔ موصوف نے جماعت احمدیہ کی تعلیم اور ہندوستان کے قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے فوراً دیوگھر کے قبرستان میں تدفین کی اجازت مرحمت فرمائی۔ کچھ دیر بعد جناب ایس.ڈی.ایم صاحب نے بذریعہ فون بتایا کہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے انہیں بتایا ہے کہ وہ اپنی نگرانی میں سرکاری قبرستان میں مرحوم کی تدفین کروائیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ایک گھنٹہ کے اندر اندر دیوگھر کے سرکاری قبرستان میں مرحوم کی تدفین کا انتظام کر دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ مرحوم کی نماز جنازہ مکرم طیب احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھائی۔ گڈا اور دیوگھر کے معلمین سلسلہ کے علاوہ بہار، بنگال اور جھارکھنڈ سے مکرم حیدر علی صاحب کے بہت سے غیر احمدی رشتہ دار بھی جنازہ اور اجتماعی دعا میں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ جناب کمشنر صاحب اور ایس ڈی ایم صاحب کو اس کار خیر کی جزا عطا فرمائے آمین۔ خاکسار نے ڈپٹی کمشنر صاحب اور ایس ڈی ایم صاحب کو اپنی نگرانی میں مبلغ سلسلہ کے ذریعہ کتاب ”ورلڈ کرائسس اینڈ دی پاتھ وے ٹو پیس“ اور ”لائف آف ہولی پرافٹ محمدؐ“ بھجوائیں۔

(محمد عبد الباقی، امیر ضلع بھاگلپور، مونگیر، بانکا۔ صوبہ بہار)

جماعت احمدیہ حیدرآباد میں جلسہ یوم خلافت اور تقریب آمین

مورخہ 27 مئی 2019 کو مسجد الحمد سعید آباد حیدرآباد میں امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی طاہر احمد صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ نظم مکرم حامد اللہ غوری صاحب نے پڑھی۔ بعدہ مکرم حمید احمد غوری صاحب نے بعنوان ”قرآن مجید میں خلافت کا ذکر“ اور خاکسار نے ”خلافت کی اہمیت اور برکات“ کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ بعدہ عزیزہ ھبۃ المالک بنت مکرم جنید احمد صاحب کی تقریب آمین منعقد ہوئی۔ عزیزہ نے ساڑھے چھ سال کی عمر میں قرآن کریم مکمل کیا۔ خاکسار نے عزیزہ سے قرآن مجید سنا اور محترم امیر صاحب نے بچی کو قرآن مجید تحفۃً دیا اور دعا کرائی۔

(محمد کلیم خان، مبلغ انچارج حیدرآباد)

دعائے مغفرت

خاکسار کی والدہ محترمہ زیب النساء صاحبہ مورخہ 5 جون 2019 کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ بہت غریب پرور، مہمان نواز اور پنجوقتہ نمازوں کی پابند تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے قارئین بدر کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت بھدرک، اُڈیشہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 9744: مَیں مصطفیٰ سریر ولد مکرم سریر احمد لون صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 32 سال پیدائشی احمدی، ساکن ناصر آباد ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 /نومبر 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سلطان احمد ظفر العبد: مصطفیٰ سریر گواہ: محمد حمید اللہ حسن

مسل نمبر 9745: مَیں امتہ السمیع زوجہ مکرم جوہر حفیظ فانی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 32 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ حویلی ڈاکخانہ بھدرواہ ضلع ڈوڈہ صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 /اپریل 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 6 انگوٹھی 1.50 تولہ، چین 1.50 تولہ، کڑے ایک جوڑی 3 تولہ، 2 ہار KDM 2.50 تولہ، 4 عدد بالیاں 2 تولہ (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: الطاف حسین نائیک الامۃ: امتہ السمیع گواہ: محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 9746: مَیں جوہر حفیظ فانی ولد مکرم عبد الحفیظ فانی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 39 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ حویلی ڈاکخانہ بھدرواہ ضلع ڈوڈہ صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 /اپریل 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: محمد شبیر مبشر العبد: جوہر حفیظ فانی گواہ: الطاف حسین نائک مربی سلسلہ

مسل نمبر 9747: مَیں مبشر احمد منڈاشی ولد مکرم عبد الحفیظ منڈاشی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 43 سال پیدائشی احمدی، ساکن جماعت احمدیہ بھدرواہ ضلع ڈوڈھ صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 /اپریل 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/53,600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: محمد شبیر مبشر انسپکٹر بیت المال آمد العبد: مبشر احمد منڈاشی گواہ: عبد الحفیظ فانی

مسل نمبر 9748: مَیں عائشہ مبشر زوجہ مکرم مبشر احمد منڈاشی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 29 سال پیدائشی احمدی، ساکن جماعت احمدیہ بھدرواہ ضلع ڈوڈہ صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 /اپریل 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ہار 2 تولہ، ہار 1.5 تولہ، 2 انگوٹھی (قیمت -/8000)، ٹاپس 2 جوڑی (قیمت -/10,000)، ناک کی بالی (قیمت -/500 روپئے) تمام زیورات 22 کیریٹ، حق مہر 1 لاکھ روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: محمد شبیر مبشر انسپکٹر بیت المال آمد الامۃ: عائشہ مبشر گواہ: عبد الرشید پڈر

مسل نمبر 9749: مَیں وحیدہ بیگم زوجہ مکرم مدثر یاسین صاحب معلم سلسلہ، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال، موجودہ پتا: کوندہ ڈاکخانہ ہندور گڑھ ضلع بالان صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 /مئی 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی رنگ قیمت -/5000 روپئے، ناک کی نتھنی قیمت -/1100 روپئے، حق مہر -/36,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: فاروق احمد الامۃ: وحیدہ بیگم گواہ: نعیم بیگ

مسل نمبر 9750: مَیں صدام احمد ولد مکرم شاکر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ ننگل باغبانہ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 /مارچ 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/6712 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید ناصر احمد ندیم العبد: صدام احمد گواہ: ظہیر احمد بھٹی

برانچ
دانش منزل (قادیان)
دُگل کالونی (خانپور، دہلی)

طالب دعا
آصف ندیم
جماعت احمدیہ دہلی

GSTIN: 07AFDPN2021G1ZY
Proprietor: Asif Nadeem
Mob: +919650911805
+919821115805
Email: info@easysteps.co.in

EasySteps®
Walk with Style!

Manufucturer & Supplier of All Type of Women's and Kid's Footwear
مستورات اور بچوں کے ہر قسم کے فٹ ویرز کے لیے رابطہ کریں
Address: Duggal Colony, Khanpur, New Delhi - 62
Address: Danish Manzil, Near Gurdwara, Qadian, Punjab

PHLOX
All for dreams

PHLOX EXIM(OPC) PRIVATE LIMITED
MARCHENT EXPORTER OF DERMA COSMETICS, COSMETICS, MEDICATED AND NUTRITIONAL PRODUCTS

OFFICE NO. B/205, SIGNATURE-II, BUSINESS PARK
SARKHEJ SANAND ROAD SARKHEJ CIRCLE
AHMEDABAD-382210, GUJARAT (INDIA)
Mob: +91 8335898045 Tel: +91 7966177405
E MAIL: PHLOXEXIM@GMAIL.COM
WEB: WWW.PHLOXEXIM.IN

ارشادِ نبوی ﷺ

خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی
(سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے)
طالب دعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615

Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination
for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

Prop. Mir Ahmed Ashfaq
Cell: 9701226686, 7702164917, 7702164912

A.S.
WEIGH BRIDGE
100 TONS ELECTRONIC TRAILER
WEIGH BRIDGE
NATIONAL HIGHWAY 44, KURNOOL ROAD, JEDCHARLA

طالب دعا:
شیخ حاتم علی
گاؤں اُتر حاجیپور، ڈائمنڈ ہاربر
ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ
(صوبہ مغربی بنگال)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

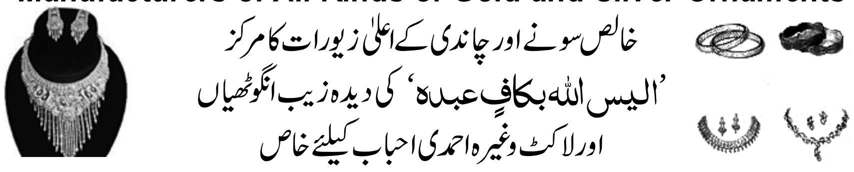

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Pro. B.S.Abdul Raheem
S.A. POULTRY HOUSE
Broiler Integration & Feeds
(Godrej Agrovet Ltd)

Office Address :
Cuttlery Building
Opp Pvt Bus Stand, Nellikatte, PUTTUR
Contact No : 9164441856, 9740221243

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT

طالب دعا
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695

#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

MBBS IN BANGLADESH
Why MBBS in Bangladesh?
• Secure Enviroment • Education at par with India • Food habits same as in India • Nearest to India, one can travel by road, by train & by air also • Good Faculty & Infrastructure
DEGREE RECOGNISED BY MCI/IMED/OTHER WORLD BODIES
The Admissions avaliable in following Medical Colleges
• Bangladesh Medical College Dhaka • Dhaka Community Medical College Dhaka • Dhaka National Medical College Dhaka • Holy Family Medical College Dhaka • Community Based Medical College Mymensingh • Monno Medical College Maniknagar • Uttara Adhynukh Medical College Dhaka • Tairunessa Medical College Dhaka • International Medical College Dhaka • TMSS Medical College Bogra • Green Life Medical College Dhaka • Popular Medical College Dhaka • Anwar Khan Modern Medical College Dhaka • Diabetic Medical College Faridpur • Ragaeb Rabeya Medical College Dhaka
Some of the Women's Medical Colleges are
• Addin Womens Medical College • Addin Sakina Medical College Jessore • Sylhet Womnes Medical College Sylhet • Z.H.Sikder Womens Medical College Dhaka • Uttara Womens Medical College Dhaka
Bilal Mir
Needs Education Kashmir
An ISO 9001:2008Certified consultancy
Qureshi Building Opposite Akhara Building Budshah chowk Srinagar-190001,Kashmir India
Mobile : +91 - 9419001671 & 9596580243

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا تعالیٰ سے بہت مانگے اور بہت توبہ واستغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تا کہ تزکیہ نفس ہو جاوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو جاوے اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 451)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (صوبہ بہار)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

Love for All Hatred for None

99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem

MASROOR HOTEL

TEA, TIFFIN, MEALS, CHICKEN-BIRYANI, FAST-FOOD AVAILABLE HERE

Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)

طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

MARIYAM ENTERPRISES
SECURITY WITH COMFORT
Baseer Ahmed
9505305382, 9100329673
email: baseernafe.ahmed@gmail.com

CCTV SOLUTIONS

DVR • NETWORK VIDEO RECORDER • ATTENDANCE MACHINE
ELECTRONIC SECURITY LOCKS • VIDEO DOOR PHONES • HD CCTV CAMERAS

طالب دعا:
بصیر احمد
جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ
(ضلع محبوب نگر)
صوبہ تلنگانہ

NISHA LEATHER

Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133

طالب دعا: محبوب عالم، جماعت احمدیہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

G.M. BUILDERS & DEVELOPERS
RAICHURI CONSTRUCTION

SINCE 1985

OFFICE:
PLOT NO.6 DURGA SADAN TARUN BHARAT CO.OP
HSG. SOC, NEAR CIGARETTE FACTORY,
CHAKALA, ANDHERI (EAST), MUMBAI-400069
TEL 28258310, MOB. 09987652552
E-MAIL: RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM

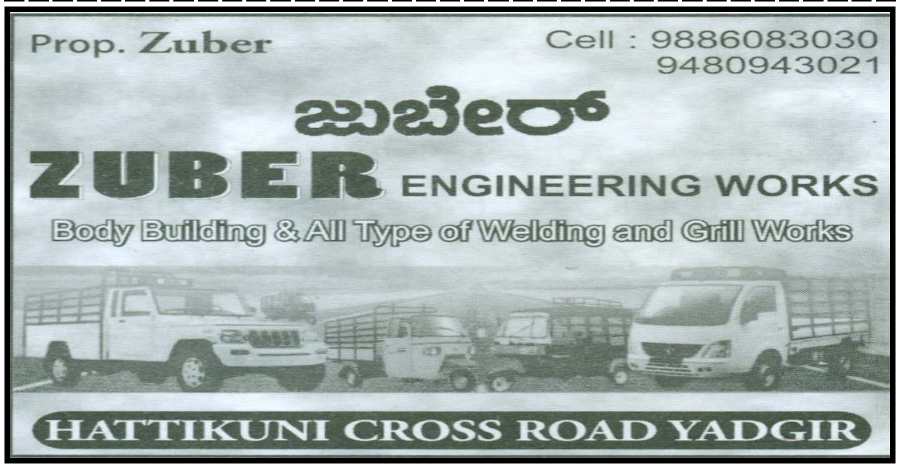

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(صوبہ آندھراپردیس)

99633 83271
Pro. SK.Sultan
97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
➤ Rajahmundry
➤ Kadiyapu lanka, E.G.dist.
➤ Andhra Pradesh 533126.
➤ #email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS

Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

New Lords Shoe Co.
Mob.8978952048
Malakpet Opp.Vani College, Hyderabad (Telangana)

action Bata Paragon VKC pride

طالب دعا: عطیہ پروین، فرزند، نوید عالم، مبارک احمد، محمود احمد اینڈ فیملی وافراد خاندان جماعت احمدیہ حیدرآباد

EHSAN
DISH SERVICE CENTER

Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(صوبہ تلنگانہ)

KONARK Nursery Hyderabad

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

SUIT SPECIALIST
Proprietor
SYED ZAKI AHMAD
Bandra, Mumbai
Mobile : 09867806905

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (البقرہ:279)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے، اگر تم (فی الواقعہ) مومن ہو

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Masood Ah Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ (البقرہ:283)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معین مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو

Prop. AFZAL SYED
Cell: +91-7207059581
+91-9100415876
MWM
METAL & WOOD MASTERS
Office & Stores : Md Lines Toli Chowki (Hyderabad-500008) T.S
e.mail : swi789@rediffmail.com

حدیث نبوی ﷺ

اپنی اولاد کی بھی عزت کیا کرو اور انکی تربیت کو بہترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرو

(ابن ماجہ، کتاب الادب)

طالب دعا: افراد خاندان و فیملی مکرم ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم، حیدرآباد

حدیث نبوی ﷺ

اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں

(صحیح بخاری، کتاب البیوع)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم جے وسیم احمد صاحب مرحوم (چنتہ کنٹہ)

کلامُ الامام

’’جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا
اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہوسکتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالب دعا: مصدق احمد، جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

کلامُ الامام

’’قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے
موافق ہدایت پانے کیلئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5 صفحہ 121)

طالب دعا: قدسیہ عالم بنت مکرم نور عالم، جماعت احمدیہ جے گاؤں، بنگال

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ کے ساتھ صدق، وفاداری،
اخلاص، محبت اور خدا پر توکّل کالعدم ہوگئے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 352)

طالب دُعا: تنویر احمد بانی (زعیم انصار اللہ جماعت احمدیہ کلکتہ) صوبہ بنگال

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’وہ وقت دُور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں
آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے‘‘

(فتح اسلام، رُخ، ج. 3، صفحہ 12، حاشیہ)

طالب دُعا: قریشی مظفر احمد، جماعت احمدیہ خانپورہ (چیک) صوبہ جموں کشمیر

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’اپنی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کیلئے خالص کریں
دوسروں کی کمزوریاں دیکھ کر اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 / مئی 2019)

طالب دعا: شیخ صادق علی اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ تالبرکوٹ (صوبہ اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’ہم حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم عارضی
اور دُنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 / مئی 2017)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

Study Abroad
10 Offices Across India

بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں

CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

سٹڈی ابراڈ

10 Years Quality Service 2003-2013
Study Abroad
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.

About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years

Achievements
• NAFSA Member Association , USA.

• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh.
Phone : +91 40 49108888.

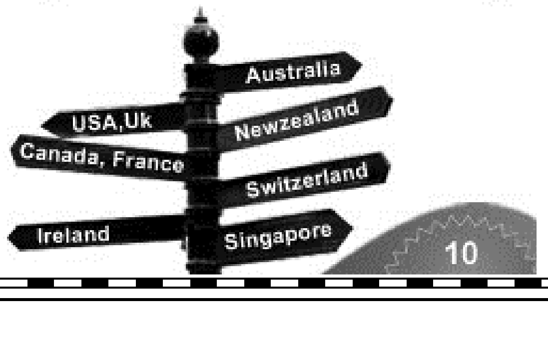

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-20 Vol. 68 Thursday 11 - July - 2019 Issue. 28

MANAGER
NAWAB AHMAD
Tel. : +91 1872 224757
Mobile : +91 94170 20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

ہراحمدی کے چہرے کے پیچھے احمدیت کا چہرہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ ہے اسلام کا چہرہ ہے پس ہراحمدی کی ذمہ داری ہے کہ ان چہروں کی حفاظت کرے

اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں میں سے ایک بہت بڑا فضل اور انعام جلسہ سالانہ کی صورت میں ہمیں مل رہا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 5؍جولائی 2019 بمقام جلسہ گاہ، کالسروئے (جرمنی)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں میں سے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ملے ایک بہت بڑا فضل اور انعام ہمیں جلسہ سالانہ کی صورت میں مل رہا ہے تا کہ ہم اپنی روحانی اور اخلاقی اور علمی بہتری کے لئے کوشش کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور تقویٰ میں بڑھنے کے سامان کر سکیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کیلئے اپنے دلوں کو صاف کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلسہ کے قیام کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کر سکیں۔ آپس میں رنجشوں اور دُوریوں کو صلح اور قرب میں بدلنے کی کوشش کریں۔ اپنے آپ کو لغویات سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تمام باتیں جلسہ کے انعقاد کے مقصد میں بیان فرمائی ہیں۔ پس ہر شخص کو جو جلسہ میں شامل ہو رہا ہے مرد ہے یا عورت اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ کیا وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کر رہا ہے اور اس نیت سے جلسہ میں شامل ہوا ہے؟ تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے؟ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟ یا اس سوچ کے ساتھ یہاں آیا ہے۔ پس اس کیلئے ہمیں کچھ کوشش کرنی ہوگی تا کہ ان تمام باتوں کا حصول ممکن ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم جذب کرنے والے ہوں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ پر آنے والوں کیلئے کی گئی دعاؤں کے بھی مستحق بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کیلئے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جس کیلئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے۔ حضور انور نے فرمایا: پس ہمیں ان باتوں پر غور کرنا چاہئے۔ چند دن پہلے رمضان ختم ہوا ہے جو ایک روحانی اصلاح اور ترقی کا مہینہ تھا جس میں ذاتی عبادتیں اور روزے اور ذکر الٰہی کا موقع ہر ایک مؤمن کو میسر آیا اور اب ایک اور تین دن کا کیمپ ہے جس میں دینی اور علمی ترقی کے موقع کے ساتھ عبادتوں اور ذکر الٰہی کا ماحول ہے۔ اگر ہم اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو پھر اور کس طرح اٹھائیں گے۔ پس ایک بہت بڑی ذمہ داری حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم پر ڈالی ہے اور اپنے ماننے والوں سے بڑی توقعات وابستہ فرمائی ہیں۔ اس ماحول کا حقیقی فائدہ تبھی ہوگا جب دنیا کی محبت اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی محبت کے مقابلے میں ٹھنڈی ہو جائے گی۔ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کی محبت کو خدا اور اسکے رسول کی محبت کے مقابلے میں ثانوی حیثیت دینا یہ بہت بڑی بات ہے اور یہی چیز ہے جو حقیقی مؤمن بناتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے غرض یہی رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا سے مفقود ہو گئی تھی اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانے میں پائی نہیں جاتی تھی اسے دوبارہ قائم کرے۔ پھر آپ ایک موقع پر ہمیں اپنے تقویٰ کے معیار بلند کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے وے تمام لوگو جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ پھر ایک جگہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت دلوں میں پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ خدا کی عظمت دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے۔

حضور انور نے فرمایا: کسی ایک نیکی کو بجالانا تقویٰ نہیں ہے بلکہ تمام قسم کی نیکیاں بجالانا خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے تمام قسم کے حقوق ادا کرنا اصل تقویٰ ہے۔ بعض لوگ باہر جماعتی کاموں میں اچھے ہیں تو گھروں میں بیوی بچے ان سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ بعض گھروں کے حق ادا کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حق اور اس کی عبادت کی طرف توجہ نہیں ہے۔ بعض بظاہر عبادت کرنے والے ہیں تو معاشرے کے آپس کے معاملات میں ایک دوسرے کا حق مارنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے لطف و احسان کو حاصل کرنے کیلئے ہر جہت سے اور ہر پہلو سے اپنی عملی حالتوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے اور یہ جلسے کے اہتمام اسی غرض کیلئے کئے گئے ہیں کہ نیکیوں کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رکھو کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے کہ لَا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ۔ یعنی جنہیں نہ کوئی تجارت نہ خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل رکھتی ہے۔ فرمایا کہ جب دل خدا کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں ہے۔ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے کسی کام میں مصروف ہو مگر اس کا دل اور دھیان اس بچے میں رہے گا۔ اس طرح پر جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حالت میں بھی خدا کو فراموش نہیں کرتے۔ پس یہ وہ حالت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اس حالت کے پیدا کرنے کی کوشش کیلئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے اور خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہئے کہ ہم اس حالت کے حاصل کرنے والے بن سکیں۔

حضور انور نے فرمایا: جلسے میں آنے والے اور ڈیوٹیاں دینے والے ان دنوں میں ذکر الٰہی سے اپنی زبانوں کو تر رکھنے کی کوشش کریں اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے بنیں۔ ان دنوں میں ہمیں یہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ سے ہم پختہ تعلق جوڑنے والے ہوں اپنے دلوں کے اندھیروں کو مٹانے والے ہوں۔ یہاں جلسہ کی کارروائی کے دوران بھی اور وقفوں میں بھی اور رات کو بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ یہ دعا مانگیں اور عہد کریں کہ اے خدا ہم نیک نیت ہو کر تیرے مسیح کے جاری کردہ اس جلسہ میں شامل ہوئے جو یقیناً تیری خاص تائیدات اور علم سے جاری ہوا۔ اس میں تیری رضا کے حصول اور تیرے ذکر میں بڑھنے اور تیری محبت کے حصول کے لئے شامل ہوئے ہیں۔ اپنی ان تمام برکات سے ہمیں متمتع فرما جو تو نے اس جلسہ سے وابستہ کی ہیں اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا فرما جو تو چاہتا ہے اور جس کو قائم کرنے کیلئے تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو اس زمانے میں بھیجا ہے تا کہ ہم اس کی بیعت میں حقیقی رنگ میں شامل ہونے والے بن سکیں۔

حضور انور نے فرمایا: ان دنوں کو آپس کی رنجشوں کو دور کرنے کا ذریعہ بھی بنائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کو بھی شعائر اللہ میں داخل فرمایا ہے تو جو لوگ شعائر اللہ کے تقدس کو نقصان پہنچاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے آتے ہیں۔ پس جنکی ناراضگیاں ہیں ان کو چاہئے کہ فوراً ایک دوسرے کیلئے صلح کا ہاتھ بڑھائیں۔ اسی طرح عہدیداران ہیں اور جلسہ کی ڈیوٹی دینے والے ہیں وہ بھی ان دنوں میں خاص خیال رکھیں کہ ان کے اخلاق کے معیار بہت بلند ہونے چاہئیں۔ عہدیداروں کی یہ خاص ذمہ داری ہے کہ ان میں برداشت کا مادہ زیادہ ہونا چاہئے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اصل چیز عہدہ نہیں بلکہ اصل چیز اپنے بیعت کے حق کو ادا کرنا ہے چاہے وہ عہدے دار ہے یا فردِ جماعت ہے اسے اس حق کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس حق کی ادائیگی کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہے وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کیلئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کیلئے ہے اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دنیا کیلئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔ پھر فرمایا۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے۔ ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا۔ اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانے پر گر جائیں اور خدا اور اسکے احکام ہر ایک پہلو کی رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس یہ وہ معیار ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو پورا اترنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر احمدی کے چہرے کے پیچھے احمدیت کا چہرہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ ہے اسلام کا چہرہ ہے۔ پس ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ ان چہروں کی حفاظت کرے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے خدمت دین کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کی زیادہ بڑی ذمہ داری ہے کہ اس ذمہ داری کو نبھائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہماری بیعت کا دعویٰ کر کے پھر ہمیں بدنام نہ کریں۔ پس اس ارشاد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا اس وقت میں پیش کرتا ہوں جس سے آپ کے درد کا اظہار ہوتا ہے جو آپ کے دل میں اپنے ماننے والوں کیلئے ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں میں دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دمِ زندگی ہے کئے جاؤں گا اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ سے ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ یہ دعا ہمارے حق میں پوری ہو۔ ہماری نسلوں کے حق میں پوری ہو اور قیامت تک ہماری نسلیں بھی اس دعا سے فیض اٹھاتی چلی جائیں۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad